طُلوعِ عشق

ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول

نوجوانوں کو رہبر معظم کی نصیحتیں

جمع وترتیب:

حجۃ الاسلام جواد علی اکبری

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: طلوع عشق (ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول)
مولف: رہبر معظم سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ
جمع وترتیب: حجۃ الاسلام جواد علی اکبری
کمپوزنگ: انس کمیونیکیشن 0300-4271066
ناشر: معراج کمپنی لاہور
زیرِ اہتمام: ابوظہیر

ملنے کا پتہ

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد
0333-5234311

فہرست

عرض ناشر ---------- 9
مقدمہ ---------- 13
باب اول ---------- 19
ازدواج یا شادی: ناموسِ فطرت اور قانونِ شریعت ---------- 19
زندگی کا ہدف ---------- 21
شادی، اسلامی اقدار کا جلوہ ---------- 21
خداوند عالم مرد اور عورت کی تنہائی کو پسند نہیں کرتا! ---------- 22
وقت پر شادی = سنّت نبوی ---------- 23
جوانی کے عشق وشوق میں شادی ---------- 24
وقتِ ضرورت، رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا ---------- 24
شادی کی برکتیں اور فوائد ---------- 25
عاقل اور غافل انسان کا فرق ---------- 28
شادی کی نعمت کا شکرانہ ---------- 29
شادی کس لئے، مال وجمال کے لئے یا کمال کے لئے؟ ---------- 30
نکاح کے چند بول کے ذریعے ---------- 31
محبت وخلوص میں تشکیل پانے والا گھرانہ اور خاندانی نظام زندگی ---------- 34

کلمہ طیبہ یا پاک بنیاد ---------- 35
اچھا گھرانہ اور اچھا معاشرہ ---------- 35
اچھے گھرانے سے محروم معاشرہ نفسیاتی بیماریوں کا مرکز ہے ---------- 36
غیر محفوظ نسلیں ---------- 37
اچھے گھرانے کی خوبیاں ---------- 39
اچھے خاندانی نظام میں ثقافت کی منتقلی کی آسانی ---------- 40
خوشحال گھرانہ اور مطمئن افراد ---------- 41
زندگی کی کڑی دھوپ میں ایک ٹھنڈی چھاوں ---------- 42
گھریلو فضا میں خود کو تازہ دم کرنے کی فرصت ---------- 45
مشترکہ زندگی کی قرارداد کا احترام کرنا ---------- 45
خاندانی نظام زندگی میں جنسی خواہش کی اہمیت ---------- 46
دینداری، خاندان کی حقیقی صورت ---------- 46
گھر کی حفاظت میں میاں بیوی کا کردار ---------- 47
مغرب میں عشق کا غروب اور ہمدردی و مہربانی کا فقدان ---------- 50
اپنے تشخص سے بے خبر نسل ---------- 52
مغرب کا گناہِ کبیرہ ---------- 52
نہ اُنس و محبت، نہ شوہر ---------- 53
جنسی آزادی اور خاندانی نظام کی تباہی ---------- 54
مصنوعی عشق ---------- 55
مغربی تمدن کے مطابق شادی کے برے نتائج ---------- 56
در بہ در، کوچہ بہ کوچہ، سکون کی تلاش ---------- 58
غلط اہداف اور شیطانی راہ ---------- 60

ایک دوسرے کی نسبت میاں بیوی کے حقوق ---------- 62
ایک دوسرے کے مددگار اور دوستوں کی مانند ---------- 65
مرد گھر کا نگران وکفیل ہے اور عورت پھول ---------- 65
مشترکہ زندگی میں مرد وعورت کے کردار کی تبدیلی خطرناک ہے! ---------- 66
بیوی پھول ہے نہ کہ آپ کی نوکرانی اور ملازمہ ---------- 67
مرد کو ملازمت کرنی چاہیے ---------- 67
نہ مرد کی مطلق العنان حکومت، نہ جورو کی غلامی ---------- 68
شوہر، بیوی کی ضرورتوں کو درک کرے ---------- 71
مرد کی خام خیالی اور غلط رویّہ ---------- 71
عقلمند بیوی اپنے شوہر کی معاون ومددگار رہے ---------- 72
بیوی کے فرائض ---------- 73
کامیاب ازدوجی زندگی کے سنہرے اصول ---------- 75
ایک دوسرے کو جنتی بنائیے ---------- 78
حق بات اور صبر کی تلقین ---------- 80
ایک تیماردار کی مانند، نہ کہ ایک چوکیدار کی طرح ---------- 81
اخلاقی حفاظت ---------- 82
زندگی کے ظاہری روپ سے مافوق حقیقتیں ---------- 86
اصل ماجرا، عشق ہی تو ہے ---------- 86
جتنا زیادہ اتنا ہی بہتر ---------- 87
محبت سے خار بھی پھول بن جاتے ہیں ---------- 87
محبت کسی کے حکم یا فرمان سے ہونے والی کوئی چیز نہیں ہے! ---------- 88
حقیقی عشق اور ہے اور شہوت پرستی کچھ اور! ---------- 89

پہلا قدم: ایک دوسرے کا احترام ---------------------------------- 89
دوسرا قدم: اعتماد کی بحالی -- 90
اعتماد کسی کے کہنے سے نہیں ہوتا! ------------------------------------ 92
محبت کے دریا میں کدورتوں کو غرق کردیں ---------------------------- 92
گھر کے بڑے بھی مدد کریں -- 93
کاموں کی تقسیم -- 98
خواتین کی اجتماعی فعالیت اور نوکری کے لئے اہم ترین شرط ---------------- 100
کارہائے خیر کی انجام دہی کے لئے ایک دوسرے کو ترغیب دلانا ------------ 101
غمخواری ہی حقیقی مدد ہے! -- 102
سلیقہ مند بیوی کی مدیریت کی اہمیت ---------------------------------- 103
بچوں کی پرورش، بہت بڑا ہنر ہے ---------------------------------- 104
نوکری اور گھریلو زندگی کو خوشحال بنانا ------------------------------ 104
عورت، مرد سے زیادہ مضبوط اور قوی ہے! ---------------------------- 105
حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی پیروی کیجئے ------------------------ 105
جائیے مل کر زندگی کی تعمیر کیجئے! ------------------------------------ 109
موافقت کیا ہے؟ -- 109
یورپ کی ایک خوبصورت تعبیر -- 111
کوئی انسان بھی بے عیب نہیں ہے! ------------------------------------ 112
خاندان کی نابودی کا سبب -- 112
دوطرفہ موافقت وہمراہی -- 113
ہنستی مسکراتی اور خوشحال زندگی -- 114
عملی شکر سب سے زیادہ اہم ہے -- 115

زندگی کے رازوں کی حفاظت کیجئے ---------- 115
سادہ زندگی اور میانہ روی ---------- 116
ہار جیت کے بغیر مقابلہ ---------- 117
قناعت سب کے لیے مفید ہے ---------- 118
شادی کی تقریب سے آغاز کریں ---------- 120
اپنے والدین کا بھی خیال رکھیے ---------- 120
تذکّر اور یاد دہانی ---------- 124
ایک دوسرے کے حسد اور غیرت کو نہ جگائیے ---------- 126
میاں یا بیوی کی تحقیر، خاندان کی نابودی کا آغاز ظلم ---------- 126
آئیڈیل کی تلاش میں افراط سے کام لینا ---------- 127
غیر شرعی معاشرت ---------- 127
گھر کی چار دیواری اور عفت و ناموس گھر کے محافظ ہیں ---------- 128
آسانی اور چھوٹ دینا ---------- 131
الف: شادی بیاہ کی تقریبات میں شاہانہ تجمل اور اسراف ---------- 136
اسلامی شادی کی سادہ مگر پر رونق محفل ---------- 136
اسلامی نکاح یا جاہلی نکاح ---------- 137
شادی کو آسان بنائیں، خدا آپ کی مدد کرے گا ---------- 137
اظہارِ خوشی اور مہمانوں کی دعوت، درست مگر اسراف نہ ہو! ---------- 139
یہ بڑے بڑے ہوٹل اور شادی ہال شادی کو شیریں نہیں بناتے ---------- 140
یہ عزت و آبرو نہیں ہے! ---------- 143
فضول خرچی کرنے والوں کا حساب کتاب بہت سخت ہے ---------- 143
بیکار زحمت و مشقت ---------- 145

اسرافِ بالغرض اگر گناہ نہیں تو ثواب بھی نہیں ---------------------------- 145

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کریں-- 145

دلہن کے لیے کرائے کا لباس!-------------------------------------- 146

ب: مہر، خلوص وسچائی کی علامت ہے یا لڑکی کی قیمت؟-------------------- 147

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں مہر کی رسم کو توڑ دیا -------------------- 147

١٤ کے ہندسے پر اصرار کیسا؟-------------------------------------- 149

زیادہ مہر لڑکی کی بے احترامی ہے-------------------------------------- 150

ج: جہیز، زندگی کی آسانی یا فخر ومباہات کا ذریعہ؟ ------------------------- 153

بیٹی کی عزت، اخلاق سے بنتی ہے نہ کہ جہیز سے --------------------------- 153

مادی دوڑ اور جہیز کی لعنت-- 153

کائنات کی سب سے بہترین دُلہن کا جہیز ---------------------------- 155

اے دلہنو! تم اس بات کی اجازت نہ دو!--------------------------------- 157

دعائیہ کلمات! --- 159

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود و سلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ایک خواہش تھی کہ آقائی رہبر معظم سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصروفیات اور کچھ آقائی موصوف کی کتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ لیکن اب الحمدللہ جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے خدا کی بارگاہ سے امید ظاہر کی ہے کہ انشاء اللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

طلوعِ عشق'' ،دراصل عشق و محبت اور عہد و پیمان کے راستے پر قدم اٹھانے والے اور اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرنے والے نوجوان لڑکے اور لڑکی کے نئے سفر کی شروعات ہے۔

''طلوعِ عشق'' ،درحقیقت رہبرِ عالی قدر کی خطباتِ نکاح کے موقع پر ہونے والی مشفقانہ نصیحتیں ہیں کہ جو انہوں نے مختلف سالوں میں ارشاد فرمائیں۔ یہ کتاب ''دفتر نشرِ فرہنگِ اسلامی'' تہران سے ۲۰۰۴ئ میں طباعت ہونے والی ''مطلع عشق'' کی پانچویں اشاعت کا اردو ترجمہ ہے۔

’’طلوعِ عشق‘‘، سماجی اور گھریلو مسائل کو اپنے اچھوتے اور نئے انداز سے بیان کر کے اُن کا صحیح اور عقلی و منطقی راہِ حل پیش کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پُرنشیب و فراز والے اس ازدواجی راستے کی باریکیوں، نزاکتوں، حساسیت اور مشترکہ زندگی کے شریکوں کی ذمے داریوں کو بھی بیان کرتی ہے۔ اُمید ہے کہ کتاب کا مطالعہ آپ کی ازدواجی زندگی کو خوشحال اور معاشرتی فضا کو شیریں زندگی کے لیے ساز گار بنانے میں آپ کی بھرپور مدد کرے گا۔

زیرِ نظر کتاب کی اشاعت ہمارے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الٰہی کی نشر و اشاعت کے لئے کام کر رہے ہیں، ہماری دعا ہے اللہ رب العزت تمام امت مسلمہ کو عزت و سربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور اپنی ذمہ داریاں بہ حسن و خوبی ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

ادارہ معراج کمپنی شیخ محمد باقر امین صاحب کی دادی مرحومہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ مومنین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آپ کی ازدواجی زندگی کے آغاز پر،

جو آپ کے جسم وجان اور قسمت وسرنوشت کا ملاپ ہے،

صدقِ دل سے آپ تمام بیٹے اور بیٹیوں کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

میں آپ کو یہی سفارش کروں گا کہ

ایک دوسرے سے ''محبت'' کیجئے، اُن سے وفادار رہیے

اور خود کو ایک دوسرے کی سرنوشت میں شریک جانیں۔

مشترکہ زندگی میں ایک دوسرے سے الجھنے سے پرہیز کریں

اور چھوٹی اور بے اہمیت غلطیوں کو نظر انداز کردیں۔

خداوند عالم آپ کو خوش بختی، شیریں زندگی اور روحانی ارتقائ عطا فرمائے

اور محبت سے لبریز آپ کے گھر کو

تندرست اور صالح اولاد کے وجود سے گرمی اور روشنی بخشے،

اِنۡ شَآءَ اللّٰہ

سید علی خامنہ ای

انتساب

کائنات کے سب سے بہترین

اور کامل ترین نوجوانوں،

علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا

کے نام!

کہ جن کی نوسالہ ازدواجی زندگی

ہم سب کے لیے

تا قیامت

مشعلِ راہ ہے۔

مُقَدِّمَہ

مقدمہ انتظار کا سخت آزما سفر اپنے اختتام کو ہے، دو خوشحال اور چمکتے دمکتے چہروں کے آمنے سامنے ہونے اور رُخ زیبا سے نقاب الٹے جانے کے ساتھ یہ ''شیریں انتظار'' اپنے ''وصل'' میں تبدیل ہو جائے گا اور یوں دو دھڑکتے ہوئے دلوں کو اپنی اپنی حقیقی زندگی کے خوابوں کی تعبیر نصیب ہوگی۔

مومن اور نورانی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس خدائی اور آسمانی ''رشتہ ازدواج'' کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے کہ جس میں منسلک ہو کر وہ ''ایک جان دو قالب'' ہو جائیں گے اور یہ ایک ایسی مضبوط گرہ ہے جو دو تقدیروں کو ایک ساتھ زندگی کے سفر پر لا کھڑا کرے گی۔

ملن اور بندھن کی اس محفل میں ایک طرف اپنے احساسات ونشاط سے بھرپور، عفت وحیا کی چادر میں لپٹی ہوئی ناز وسرور اور محبت سے سرشار اور اپنی آرزوں کے ساتھ زندگی کے نئے سفر اور نئے راستے پر نظریں جمائے دُلہنیں موجود ہیں تو دوسری جانب امید و شوق اور مصمم ارادوں کے مالک، عشق سے لبریز اور زندگی کے نشیب وفراز والی اس نئی اور طویل راہ پر اپنی منزل کی جانب خوف و اضطراب کے ساتھ نظریں جمائے ہوئے دولہا کھڑے ہیں تو تیسری جانب خوشی ومسرت میں ڈوبے ہوئے والدین کہ جن کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو ان کی محبت وشفقت کے بھرپور احساسات کی عکاسی کر رہے ہیں، جو اپنے

بوستان حیات کے گلوں کے ملاپ کے منتظر ہیں۔

سب کی نظریں ''اُس آنے والے'' کے راستے کی جانب لگی ہوئی ہیں جو اپنے ''آسمانی کلام'' کے ذریعے عشق و محبت میں فریفتہ و مجذوب، دولہا اور دلہنوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لئے آپس میں ملادے گا۔

یہ کتنا روشن اور نورانی معاہدہ زندگی ہے کہ جہاں فرمانِ الٰہی

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) [۱]

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ [۲]

کا اجرا ہوگا اور زیبائی اور خوبصورتی کے خالق کی سب سے زیادہ خوبصورت نشانی سب کے سامنے ظہور کرے گی

النكاح سنّتی فمن رغب عن سنتی فلیس منّی

نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ ہم میں سے نہیں [۳]

---

[۱] سورۂ نور:۳۲

[۲] سورۂ مریم:۲۱

[۳] بحارالانوار، جلد۱۰۰، صفحہ ۲۲۰

اور یہ سب سنت نبوی اور سیرہ علوی کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

خاندان نبوت کی مودّت سے لبریز ''دل''، ولادت وخوشیوں کے ان ایام میں اپنی فلاح وسعادت کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ عہد و پیمان کے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں اور یوں یہ دو عاشق کبوتر پَر سے پَر ملائے بہشت بریں اور قداست و پاکیزگی کے بلند آشیانے کیلئے اپنی پرواز کا آغاز کرتے ہیں۔

شریعت محمدی میں ''ازدواج'' یا ''شادی'' کو بہت سہل وآسان بنایا گیا ہے جب کہ ''عقد'' یا ''نکاح'' میں بھی کسی قسم کی سختی نہیں رکھی گئی ہے۔ دولہا اور دلہن، شرائط کا خیال رکھتے ہوئے خود بھی اپنا نکاح پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن سب کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ان دو دلوں اور دو خاندانوں کے ملاپ، زندگی میں برکت کے نزول اور اچھے شگون کے لئے کتنا ہی اچھا ہو کہ اس مرحلے کو کسی ایسے شخص کے ہاتھوں میں سونپیں کہ جو آدابِ شریعت سے بھی آگاہ ہو اور پاک و پاکیزہ روح اور نیک صفات کا مالک بھی، تا کہ اس کے پاکیزہ وجود کی برکت، رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والوں کے چراغ عشق کو پہلے سے زیادہ روشن کر دے، ان کی محبت ودلگرمی کو پہلے کی نسبت اور زیادہ گرما دے اور ''اس'' کے وجود کی مٹھاس ان کی نئی زندگی میں مزید شیرینی گھول دے۔

اور اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ زندگی کی اس مشترکہ جدوجہد کی بنیاد رکھنے والا زمانے کا ولی فقیہ، اہل ایمان کے دلوں کا محبوب اور نائب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہو!

ایک محترم شخصیت دولہا اور دلہنوں کی کثیر تعداد کے سامنے کھڑی ہوتی ہے، تمام نکاح نامے

اس کے ساتھ ہیں اور وہ ایک ایک کر کے تمام دولہا اور دلہنوں کا نام پکارتا اور انہیں لازمی ہدایات دیتا ہے۔

تمام نکاح ناموں میں مشترک چیز''مہر'' کا ایک ہونا ہے یعنی صرف''١٤ سکے [1] ۔'' البتہ بہت سے دُولہاوں نے اس کے ساتھ ساتھ حج، مکہ مدینہ کی زیارتوں اور عتبات عالیات کے سفر یا اپنے اپنے شوق و ذوق کے مطابق بہت سے دوسرے معنوی اور روحانی تحفوں کا بھی انتظام کیا ہے۔ یہ ہے اس محفل میں آنے کی شرط۔ وہ اپنی ہدایات کو جاری رکھتا ہے: ''آغا'' دلہنوں کی جانب سے وکیل ہیں جب کہ جناب محمدی گلپایگانی دولہاوں کی طرف سے اپنی وکالت کے فرائض انجام دیں گے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں دلہنیں خدا کی عطا کردہ نعمت کیلئے کرامت و بزرگی اور سرفرازی کا احساس کرتی ہیں اور دل ہی دل میں دولہاوں پر اپنی برتری جتاتی ہیں۔ دولہا حضرات تھوڑی سے دیر کے لئے افسردہ تو ہوتے ہیں لیکن فوراً ہی اپنے دل کو اس خیال سے تسلی دیتے ہیں کہ اصل قصہ تو''أنکحتُ (میں نے تمہارا نکاح کیا)'' کا ہے کہ جسے''آغا'' اپنی زبان مبارک سے ادا کریں گے۔ بس یہیں سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس شریکہ حیات کا کتنا خیال رکھنا چاہیے کہ جس کا''وکیل'' نائب امام جیسی شخصیت ہو!

''تمام چیزیں تیار ہیں''! ایک بلند آواز محفل پر طاری سکوت کو توڑتی ہے تو دوسری جانب''شوقِ وصل'' اور عشق میں دھڑکنے والے دلوں کی دھڑکنوں کو اور تیز کر دیتی ہے، وصال کا وقت آ گیا اور منزل قریب آتی نظر آ رہی ہے۔

اور تھوڑی دیر بعد امام بارگاہ کے وسیع و عریض ہال کے کونے میں بنے ہوئے دروازے سے پردے کو ہٹایا جاتا ہے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے نائب کا چہرہ پرنور اپنی تمام نورانیت، خوبصورتی، جذابیت اور مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ خورشید ولایت کے ظہور پر حاضرین کے لبوں پر صلوات کے نغمہ جاوید کی گونج اور آنکھوں سے اشک شوق کا جاری ہونا دراصل سینوں میں دھڑکنے والے ان مجذوب و فریفتہ

---

[1] ایران میں آج کل رسم ہے کہ مہر کو سونے کے سکوں کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ ہر سونے کا سکہ (سکہ بہار آزادی) آج کل تقریباً پاکستانی ٧٥٠٠٠/= روپے کا ہے۔ (مترجم)

دلوں کا پتہ دے رہا ہے جو شکر گزاری اور سپاس کے جذبات کے ساتھ اپنے زندگی کے شیریں لمحات کا جشن منا رہے ہیں۔ ''آغا'' اپنی مہربان آنکھوں سے حاضرین کو سیراب کرتے ہیں اور سب کو ''خوش آمدید'' کہتے ہیں۔

اِن محافل کی رسم کے مطابق ابتدا میں رہبر عالی قدر اپنے پدرانہ اور مشفقانہ انداز میں چند مختصر مگر پُر معنیٰ جملے، حکمتوں سے لبریز قیمتی گوہروں اور درس زندگی کے قیمتی نکات کو خوش بختی کے راستے پر قدم اٹھانے والوں کی نظر کرتے ہیں۔ اے کاش سرزمین ایمان کے تمام دولہا اور دلہن کہ جو اس مہربان اور شفیق پدر کے روحانی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، اپنی اپنی زندگی کے آغاز پر اِن حکمت ہائے گوہر بار سے بہرہ مند ہوتے اور اپنے طولانی اور یادگار سفر کے لئے اس دسترخوانِ کرم سے توشہ راہ مہیا کرتے!

نکات کے بیان کے بعد دلوں کا یہ محبوب ایک ایک کر کے تمام دلہنوں سے وکیل بننے کی اجازت لیتا ہے۔

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی بھی دلہن ''جی'' کہنے میں نخرے یا شرم اور پس وپیش سے کام نہیں لیتی کیونکہ یہ لمحات لوٹ کر آنے والے نہیں۔ ''آغا'' چند دلہنوں سے اجازت لینے کے بعد باری آنے والی دلہن کا نام لیتے ہیں اور مہر کی رقم اور نکاح نامے میں موجود دیگر شرائط کے بیان کے ساتھ اُس سے وکالت کی اجازت طلب کرتے ہیں دوسری دلہنوں کی طرح جلدی جلدی ''جی'' کہنے کے بجائے یہ دلہن چپ رہتی ہے۔ حاضرین حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ ''آغا'' تھوڑی دیر صبر کرتے ہیں، ''اگر آپ نے مجھے اپنا وکیل نہیں بنایا تو میں آگے بڑھ جاوں گا''۔ دلہن فرطِ جذبات سے گلے میں لگے پھندے کو دور کرتے ہوئے لب کھولتی ہے: ''آغا ایک شرط ہے!'' حاضرین اور تعجب کرتے ہیں۔ ''میری بیٹی کیا شرط ہے؟''۔ دلہن نے پہلے سے زیادہ پُر اعتماد لہجے میں کہا: ''اس شرط پر آپ کو اپنا وکیل بناتی ہوں کہ آپ روزِ قیامت میری اور میرے والد کی شفاعت کریں گے''۔ حاضرین میں سے کوئی با آواز بلند کہتا ہے: ''آغا یہ سپاہ اسلام کے عظیم جنرل شہید کی دختر ہیں''۔ حاضرین

منقلب ہو جاتے ہیں۔ آغا متواضع لہجے میں فرماتے ہیں کہ ''میری بیٹی! یہ تمہارے شہید والد ہیں کہ جو ہم سب کی شفاعت کریں گے!'' اسلام اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے ان انصاروں کے ذکر سے محفل میں دوسرے معنوی رنگ پھیل جاتے ہیں۔ ''آغا'' کے بعد محمدی صاحب نے بھی دولہاوں سے وکالت لی اور اب صیغہ عقد یا نکاح پڑھانے کے لئے تمام چیزیں تیار ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

باب اول

ازدواج یا شادی: ناموسِ فطرت اور قانونِ شریعت

دریچہ

اب آسمانی ملاپ کا وہ پُرشکوہ لمحہ نزدیک آ پہنچا ہے۔
دو ہمسفر نوجوان، خداوند عالم کی مرضی اور رضا کے مطابق چاہتے ہیں کہ
ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر زندگی کے راستے پر قدم اٹھائیں
اور اپنے بلند و بالا اہداف کی طرف حرکت کریں۔
یہ کیسا مضبوط اور اہم عہد و پیمان ہے!
انسان کی طبع اور جبلّت اپنے ''جوڑے'' کی متلاشی ہے
جب کہ جان و دل میں موجزن یہ دریائے پُرتلاطم صرف
''ہمسر'' اور ''ہم رتبہ اور ہم پلہ'' ہی سے ساکن ہوسکتا ہے، بے قرار روح ''اُس''
کے بغیر
پھیکے پن اور خلا کا احساس کرتی ہے۔
خدا بھی ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے بغیر پسندیدہ نگاہوں سے
نہیں دیکھتا ہے جب کہ پیغمبر اکرم نے ''شادی'' کو اپنی سنت، رضائے الٰہی
تک پہنچنے کی راہ اور نصف دین کو محفوظ کرنے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ رشتہ ازدواج
میں منسلک ہونے والے

یہ دونوں نوجوان، زندگی کے اس ''معاہدے'' کے
متعلق زیادہ جاننا چاہتے ہیں کہ تاکہ وہ علم اور آگاہی کے ساتھ ''قبول ہے'' کہہ
سکیں۔

لہٰذا اس ''سید'' کی باتوں کو سننا کس قدر شیریں ہے!

زندگی کا ہدف

زندگی ایک طولانی سفر ہے کہ جس میں مختلف منزلیں ہیں لیکن اس کا ایک بلند بالا ہدف بھی ہے۔ زندگی میں انسان کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے اور دیگر موجوداتِ عالم کے وجود کو اپنے معنوی کمال کے لئے استعمال کرے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اس دنیا کے لئے خلق نہیں ہوئے ہیں۔ ہم نے دنیا میں اس حالت میں قدم رکھا ہے کہ ہمیں اس میں آنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ ہم اس دنیا میں ایک ایسے بچے کی مانند ہیں جو دوسروں سے اثر لیتا ہے، زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ہماری عقل رُشد پیدا کرتی ہے اور ہم اختیار اور انتخاب کی قدرت کے مالک بن جاتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں لازمی ہے کہ انسان صحیح انداز سے سوچے، صحیح چیز کا انتخاب کرے اور اپنے اُس انتخاب کے مطابق قدم اٹھائے اور آگے بڑھے!

اگر انسان اس فرصت کو غنیمت جانے اور اس دنیا کے چند دنوں سے کہ جب تک وہ یہاں ہے، بہترین استفادہ کرے تو وہ اپنے آپ کو کمال تک پہنچا سکتا ہے اور جس دن اِس دنیا سے رخصت ہوگا تو وہ اُس شخص کی مانند ہوگا کہ جو زندان سے رہائی پاتا ہے اور یہیں سے حقیقی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

شادی، اسلامی اقدار کا جلوہ

سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ شادی کہ جسے خداوند عالم نے (انسانی رشد وکمال کے لئے بہترین) روش وطریقہ قرار دیا ہے اور انسانی خلقت بھی اسی کا تقاضا

کرتی ہے، خداوند عالم کے اسرار میں سے ایک سرّ، اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور حیات بشری کے مظاہر میں سے ایک نا قابلِ اجتناب مظہر ہے۔ ایسا ہوسکتا تھا کہ خداوند عالم آسمانی قوانین میں شادی کو لازم اور واجب یا جائز قرار دیتا اور لوگوں کو چھوڑ دیتا کہ وہ (ازروئے ناچاری یا ازروئے اختیار) شادی کریں۔ لیکن اس نے یہ کام نہیں کیا بلکہ ''ازدواج'' کو ایک ''قدر'' (VALUE) قرار دیا ہے یعنی جو بھی رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوگا وہ خود کو اس فضیلت سے محروم کردے گا۔

خداوند عالم کا اصرار

اسلام کی رُو سے گھر بسانا ایک فریضہ ہے اور یہ ایسا عملی فریضہ ہے کہ مرد و عورت مل کر اس کام کو ایک ''خدائی امر'' اور ایک ''وظیفے'' کے تحت انجام دیں۔ اگرچہ کہ ''شادی'' کو شرعاً زمرہ واجبات میں (براہ راست) ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں اس امر کے لئے اتنی توجہ اور ترغیب دلائی گئی ہے کہ انسان سمجھ جاتا ہے کہ خداوند عالم اس امر کے لئے کتنا اصرار کرتا ہے۔ یہ اصرار صرف ایک کام کو معمولی طور سے انجام دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک یادگار واقعے اور انسانی زندگی اور معاشرے پر تاثیر گزار امر کی حیثیت سے اس پر توجہ دی گئی ہے، لہٰذا اسی لئے نوجوان لڑکے اور لڑکی کے بندھن پر اتنی زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے اور ''جدائی'' اور ''دوری'' کو مذمت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

خداوند عالم مرد اور عورت کی تنہائی کو پسند نہیں کرتا!

خداوند عالم مرد اور عورت کی تنہا زندگی کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے۔ خاص طور پر وہ جو نوجوان ہوں اور شادی اور گھر بسانے کی دہلیز پر کھڑے ہو کر بھی تنہائی کو ترجیح دیں۔ لیکن یہ صرف نوجوان لڑکے لڑکیوں سے مخصوص نہیں ہے۔ خداوند عالم مشترک ازدواجی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ ایک مرد اور عورت کا تمام زندگی اکیلے زندگی گزارنا، اسلام کی نگاہ میں کوئی مطلوب چیز نہیں ہے۔ ایسا انسان، معاشرے میں ایک بیگانے موجود

کی مانند ہے۔ اسلام کی خواہش یہ ہے کہ ایک گھرانہ، انسانی معاشرے کی ایک حقیقی اکائی ہو نہ کہ ایک اکیلا انسان۔

وقت پر شادی = سنّت نبوی

ایک مشہور و معروف روایت میں رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ ''نکاح میری سنت ہے'' البتہ، تخلیق انسانی کی ایک خاص روش ہے اور تمام انسانوں اور تمام اقوام و ادیان میں یہ روش رہی ہے۔ پس حضرت نے کیوں فرمایا کہ یہ میری سنت ہے؟ آخر اس کو اپنی سنت قرار دینے اور اپنے رفتار و عمل سے مخصوص کرنے کے کیا اسباب ہیں؟ شاید یہ سب اس جہت سے ہو کہ اسلام نے گھر بسانے کے لئے بہت زیادہ تاکید کی ہے جب کہ دوسری شریعتوں اور ادیان میں شادی پر کم تاکید کی گئی ہے۔ آپ ملاحظہ کیجئے کہ اسلام نے ''شادی'' اور ''گھر بسانے'' پر جو تاکید کی ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی مکتبِ فکر اور دنیا میں رائج کسی بھی فلسفے اور سیاست میں موجود نہیں ہے۔ اسلام اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اس سن و سال میں شادی کریں کہ جس میں وہ (جسمانی و عقلی طور پر) شادی کے قابل ہو جائیں۔

نکاح، فطری تقاضے کو پورا کرنے کے علاوہ ایک دینی اور اسلامی سنت بھی ہے۔ اس بنا پر یہ بہت آسان ہے کہ جو بھی اس عمل کے لئے کہ فطرت و ضرورت جس کا تقاضا کرتی ہے اقدامات کرے گا وہ ثواب بھی حاصل کرے گا۔ لہٰذا وہ سنت نبوی کی ادائیگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اطاعت کی غرض سے شادی کے لئے اقدامات کرے گا۔ شادی ایک فطری آئین اور خداوند عالم کی طرف سے دکھائی گئی ایک راہ ہے جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی سنت قرار دیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اسلام نے اس مسئلے پر بہت زیادہ اور خاص تاکید کی ہے، کیوں؟ کیونکہ یہ مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور انسانی تربیت میں خاندان کی تشکیل کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح فضائل و کمالات کے ارتقا اور تربیتی، روحی، عملی اور ہمدردی و محبت کے لحاظ سے ایک صحیح و سالم انسان

کی (مکمل) ظاہری و باطنی تعمیر میں یہ عنصر بنیادی کردار کا حامل ہے۔

جوانی کے عشق وشوق میں شادی

حضرت ختمی مرتبت اس بات پر بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جلدی شادی کریں۔ البتہ اپنے میل ورغبت اور اختیار سے، نہ یہ کہ دوسرے ان کی جگہ فیصلہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے معاشرے میں اس بات کو رواج دیں۔ نوجوانوں کو مناسب سن وسال میں کہ جب ان کی نوجوانی کی بہار اپنے عروج پر ہو، عشق وشوق کی اس جوش وگرمی کے ساتھ شادی کرنی چاہیے۔ یہ بات بہت سے افراد کے نظریات اور خیالات کے برخلاف ہے کہ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ جوانی کے زمانے کی شادی دراصل ''وقت سے پہلے کھلنے والا پھول'' ہے کہ جو جلد ہی مرجھا جاتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اگر شادی اور اس کے فلسفے کو صحیح طور پر درک کیا جائے اور یہ صحیح طور پر انجام پائے تو جوانی کی شادیاں اچھی اور بہت پائیدار ثابت ہوں گی اور ایسے خاندان میں میاں بیوی مکمل طور پر ایک دوسرے کے سچے دوست اور اچھے جیون ساتھی ثابت ہوں گے۔

وقتِ ضرورت، رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا

اسلام کی یہی خواہش ہے کہ یہ مقدس امر اپنے صحیح وقت پر کہ جب اِس کی ضرورت محسوس کی جائے جتنا جلدی ممکن ہو، انجام پائے۔ یہ وہ امور ہیں جو صرف اسلام ہی سے مخصوص ہیں۔ یعنی جتنی جلدی ہو بہتر ہے۔ جلدی اس لئے کہ وہ وقت کہ جب لڑکا و لڑکی اپنے جیون ساتھی کی ضرورت محسوس کریں تو یہ کام جتنا جلدی ممکن ہو انجام پائے، بہتر ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اوّلاً، رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے دامن میں چھپی ہوئی خیر و برکات اپنے صحیح وقت پر انسان کو حاصل ہوں گی قبل اس کے کہ زمانہ گزرے یا اس کی زندگی کا بہترین حصہ گزر جائے۔ دوسری بات یہ کہ وقت پر شادی جنسی انحرافات اور بے راہ روی کا راستہ روکتی ہے۔ لہٰذا حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ

مَنْ تَزَوَّجَ اَحرَزَ نَصفَ دِیْنِهٖ

جس نے وقت پر شادی کی اس نے اپنا نصف دین محفوظ کرلیا۔[1]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے دین وایمان کومتزلزل کرنے والے آدھے حملے اوران کولاحق خطرات صرف جنسی انحرافات اور بے راہ روی کی وجہ سے ہیں۔

شادی کی برکتیں اور فوائد

رشتہ ازدواج میں منسلک ہوکر ایک دوسرے کا شریک حیات اور جیون ساتھی بننا اور ''خوشحال گھرانے'' کی ٹھنڈی فضا میں سانس لینا دراصل زندگی کے اہم ترین امور سے تعلق رکھتا ہے۔شادی، مرد اور عورت دونوں کے روحانی آرام وسکون اور مل جل کر زندگی کی گاڑی کو دلگرمی کے ساتھ چلانے کا ایک وسیلہ ہے۔یعنی ایک دوسرے کی ڈھارس باندھنے، اطمینان قلب اور ایک ''غمخوار'' و''مونس'' کی تلاش کا وسیلہ ہے کہ جس کا وجود میاں بیوی کی مشترکہ زندگی کا جزوِلاینفک ہے۔

شادی، انسان کی جنسی، شہوتی اور جبلّتی جیسی فطری ضرورتوں کا مثبت جواب دینے کے علاوہ تولید نسل اور صاحب اولاد ہونے جیسی زندگی کی بڑی خوشیوں کو بھی اپنے ہمراہ لاتی ہے۔

پس آپ شادی کے مادّی اور معنوی پہلوؤں پر توجہ کیجئے کہ جب ایک انسان شادی کو اس نظر سے دیکھتا ہے تو وہ شادی کو مبارک ومسعود امر اور مفید حکم پاتا ہے۔البتہ شادی کا سب سے اہم فائدہ ''گھر بسانا'' ہے جب کہ دیگر مسائل دوسرے درجے کے ہیں یا اس ''گھر بسانے'' والے امر کی مدد کرنے والے ہیں مثلاً تولید نسل یا بشری غرائض اور جبلّتوں کی سیرابی کا انتظام کرنا۔نسلِ بشر کی ابتدا و بنیاد، شادی ہے، عالَم کی بقا شادی سے وابستہ ہے، تہذیب وتمدّن اور ثقافتیں شادی ہی کے ذریعے آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتی ہیں اور سیاسی اور دیگر جہات سے معاشروں کا استقلال و آزادی، شادی سے ہی منسلک

[1] بحارالانوار، جلد، ۱۰۰ صفحہ ۲۱۹

ہے۔غرضیکہ شادی اپنے دامن میں بے شمار فوائد رکھتی ہے۔

شادی کی شرائط کمال

شریعت میں حکم دیا گیا ہے کہ رشتہ ازدواج کو مضبوطی سے قائم رکھا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کی مشترکہ زندگی سے متعلق بہت سی شرائط کو بھی بیان کیا گیا ہے۔مثلاً ازدواجی زندگی کے اخلاق وعمل کے بارے میں کہ جب آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں تو اپنی بیوی یا شوہر کے لئے اپنے اخلاق کو اچھا بنایئے،مشترکہ زندگی میں اس کی مدد کیجئے،عفو ودرگزر سے کام لیں،ایک دوسرے سے محبت کریں،اس کے سچے اور مخلص دوست بنیں اوراس سے وفاداری کریں۔یہ سب شریعت کے احکام اوردستور ہیں۔

البتہ شادی میں ''مادّی شرائط'' کو بہت آسان رکھا گیا ہے۔جو چیز شادی میں اہم ہے وہ اپنے شریک حیات کے بشری پہلو اوراس کے انسانی احساسات کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہے۔رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والے لڑکے لڑکیوں کو چاہیے کہ اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک ایک دوسرے کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں کیونکہ یہ سب امور اس بندھن اوراس رشتے کی حفاظت کرتے ہیں۔

شریعتِ مقدسہ نے انسان کے اجتماعی روابط اورتعلقات میں ''شادی'' جیسے اس انسانی امر پر دستخط تو کئے ہیں لیکن ساتھ ہی بہت سی شرائط بھی رکھی ہیں۔ان جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ یہ انسانی امر ایک انسان کے دوسرے انسان سے رابطے کے دائرے سے خارج ہو کر ایک تجارتی لین دین کے معاملے میں تبدیل نہ ہو جائے۔اس چیز کو شریعت ہرگز پسند نہیں کرتی ہے۔البتہ یہ شرائط،شادی کی شرائط کمال میں شمار کی جاتی ہیں

نہ کہ اس کے صحیح ہونے کی [1] لیکن بہرحال یہ شرائط ہیں۔

اسلام کی نظر میں کفو اور ہم پلّہ ہونے کا تصور

شریعتِ مقدسہ میں شادی کے لئے جس چیز کو متعین کیا گیا ہے وہ لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے کا کفو اور ہم پلہ ہونا ہے۔ کفو اور ہم پلہ ہونے کے سلسلے میں جو چیز قابل اہمیت ہے وہ ایمان ہے یعنی دونوں کو مومن، متقی اور پرہیزگار ہونا چاہیے اور یہ کہ دونوں اسلامی تعلیمات پر اعتقاد رکھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ جب یہ چیز حاصل ہو جائے تو بقیہ دوسری (مادّی) چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ جب شادی کرنے والے لڑکے لڑکی کی پاکدامنی، تقویٰ اور طہارت و پاکیزگی معلوم ہو اور دونوں ایک دوسرے کے کفو اور ہم پلہ ہوں تو بقیہ دوسری چیزیں خدا خود فراہم کر دے گا۔

اسلام میں اس مشترکہ جدوجہد اور زندگی کا معیار کہ جس کا نام ایک دوسرے کا جیون ساتھی بننا ہے، دین و تقویٰ سے عبارت ہے۔

المومن کفو المومنة والمسلمُ کفو المسلمة

یعنی مومن مرد، مومن عورت کا کفو ہے جب کہ مسلمان مرد مسلمان عورت کا ہم پلہ ہے۔ [2] یہ ہے دین کا بتایا ہوا معیار۔

---

[1] ہر چیز کی کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ کچھ شرائط اس عمل کے صحیح ہونے اور کچھ اس کے کمال سے متعلق ہوتی ہیں۔ مثلاً نماز کی شرائطِ صحت یا صحیح ہونے کی جملہ شرائط میں سے چند شرط یہ ہیں کہ نمازی کا بدن، لباس اور نماز کی جگہ پاک ہو اور غصبی نہ ہو کہ اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو نماز باطل ہے۔ لیکن کچھ شرائط نماز کے کمال سے متعلق ہیں مثلاً حضور قلب اور توجہ سے نماز کی ادائیگی ہو، خوفِ خدا سے گریہ کرنا اور اپنی ہر نماز کو آخری نمازِ سمجھ کر ادا کرنا وغیرہ۔ یعنی اگر ان شرائط نماز کا خیال نہ رکھا جائے تو بھی یہ نماز فقہی طور پر صحیح ہے۔ لیکن دین مقدس اسلام نے شرائط کمال پر بہت زور دیا ہے کہ جو نماز کو کمال کی طرف لے جاتی ہیں۔ اسی طرح شادی کی شرط کمال یہ ہے کہ شادی ایک تجاری معاملے میں تبدیل نہ ہونے پائے لیکن اگر کہیں ایسا ہو کہ مہر اور جہیز زیادہ رکھا جائے تو ان کی وجہ سے خود شادی کے فقہی طور پر صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور شادی اپنی جگہ مکمل صحیح ہوگی لیکن اسلام کو یہ بات ہرگز پسند نہیں۔ (مترجم)

[2] وسائل الشیعہ، جلد ۲۰، صفحہ ٦٧

البتہ جو بھی راہِ خدا میں آگے آگے، پیشقدم، دوسروں سے زیادہ فداکاری کرنے والا، دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ اور بندگانِ خدا کے لئے زیادہ ہمدرد اور انہیں نفع پہنچانے والا ہوگا وہ سب سے بہتر اور بلند مقام کا حامل ہے۔ ممکن ہے کہ عورت اس مقام کی مالک نہ ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن عورت کو چاہیے کہ خود کو اس بلند مقام کی طرف حرکت دے یا ممکن ہے کہ عورت کا مقام مرد سے زیادہ بلند ہو اور مرد اس رتبے کا حامل نہ ہو۔ پس مرد کو چاہیے کہ اس بلند مقام و منزل کی جانب قدم اُٹھائے۔

عاقل اور غافل انسان کا فرق

ایک وقت انسان شادی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''پروردگارا! میں شادی کر رہا ہوں اور اپنی ایک فطری ضرورت کو پورا کر رہا ہوں''۔ ممکن ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج ہی اسی طرح کا ہو کہ وہ خدا کا شکر کرے اگرچہ کہ وہ اپنی زبان سے یہ جملے ادا نہ کرے یا ذہن میں بھی نہ لے کر آئے۔ لیکن توجہ رہے کہ انسان کی فطری ضرورت صرف اُس کی جنسی خواہش کو ہی پورا نہیں کرتی بلکہ مرد و عورت دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر اپنی مشترک زندگی کا آغاز کرتے ہیں، اپنا گھر بساتے اور اپنے چھوٹے سے خاندان کو وجود میں لے کر آتے ہیں۔ یہ بھی انسان کی ضرورتیں ہیں اور دیگر ضروریات کی مانند اس کا وجود انسانی حیات کے لئے اشد ضروری ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ''خداوندا! میں اپنی اس فطری ضرورت کو پورا کر رہا ہوں، میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے موقع فراہم کیا، مجھے اجازت دی، مجھے یہ وسیلہ عطا کیا اور مجھے اچھی شریکہ حیات نصیب ہوئی۔ میں شادی کے بعد بھی اپنی نئی زندگی میں پوری کوشش کروں گا کہ تیری رضا اور خوشنودی کے مطابق عمل کروں''۔ یہ ایک طرح سے شادی کرنا اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے۔ ایک اور انسان ہے جو شادی تو کرتا ہے لیکن نہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے، نہ اپنی شریکہ حیات کی قدر و قیمت جانتا ہے اور نہ ہی اس فرصت کو غنیمت شمار کرتا ہے کہ جو اُسے حاصل ہوئی ہے۔ یہ آدمی مست اور غافل انسان کی مانند ہے۔ اگر ایسی زندگی کو دوام بھی حاصل ہو جائے تو بھی یہ کبھی شیریں نہیں ہو سکے گی اور نہ ہی

اس میں ایک دوسرے کی نسبت اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھا جائے گا۔

شادی کی نعمت کا شکرانہ

آپ کو چاہیے کہ زندگی کے اس مرحلے کو کہ جب آپ اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرتے ہیں اور اپنے گھرانے کی بنیادیں مضبوطی سے رکھتے ہیں، خداوند عالم کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت تصور کریں اور اس کا شکرانہ بجالائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ خدا کا دیا ہوا ہے''ما بنا من نعمة فمن الله''[1]۔''ہمارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ خدا ہی کی عطا کردہ ہے''لیکن اس نعمت کی طرف توجہ اور نعمت دینے والی ذات کی یاد آوری بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بہت سی ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کی طرف انسان توجہ بھی نہیں کرتا۔ بہت سے لوگ ہیں کہ جو شادی کرتے ہیں اور بہت سی خوبیوں کے مالک بن جاتے ہیں، اچھی اور شیریں زندگی انہیں نصیب ہوتی ہے اور وہ بہترین زندگی گزارتے ہیں لیکن اس بات کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے کہ یہ کتنی عظیم نعمت ہے کہ اُنہیں اپنی قسمت اور مستقبل کو اچھا بنانے والا کتنا اہم موقع نصیب ہوا ہے۔ جب انسان یہ نہ سمجھ سکے تو وہ نعمت کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا اور نتیجے کے طور پر رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے جو انسان کے شکر کی وجہ سے اس پر نازل ہوتی ہے۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اس بات کی طرف توجہ کرے کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کا شکرانہ کیسے ادا کیا جا سکتا ہے؟ ایک وقت انسان شکریے کو فقط اپنی زبان سے ادا کرتا ہے کہ''خدایا تیرا شکر ہے''، لیکن یہ شکر اس کے دل کی گہرائیوں تک سرایت نہیں کرتا ہے ایسا شکر صرف لقلقہ زبانی ہے اور اس کی کوئی قیمت نہیں۔ لیکن ایک وقت انسان اپنے دل کی گہرائیوں سے خدائے متعال کا شکر گزار ہوتا ہے اور ایسا شکر بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ایسا انسان سمجھتا ہے کہ خداوند متعال نے اسے ایک نعمت دی ہے اور وہ حقیقت میں اپنے شکر کا اظہار کرتا ہے۔ یہ شکر کا بہترین درجہ ہے۔ جب بھی ہم خداوند عالم کا شکریہ ادا

---

[1] بحارالانوار، جلد ٤٩، صفحہ ٢٦٩۔

کرتے ہیں تو اس شکرانے کی وجہ سے ہم پر ایک عمل کی انجام دہی لازم ہو جاتی ہے۔ بہت خوب، اب جب کہ خداوند کریم نے آپ کو یہ نعمت دی ہے تو اس کے بدلے میں آپ کو کیا کام انجام دینا چاہیے؟ اس نعمت کے جواب میں ہم سے ہماری قدرت سے زیادہ عمل کی توقع نہیں کی گئی ہے نعمت کے مقابلے میں جو چیز ہم سے مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس نعمت سے اچھا برتاو کریں اور اس اچھے برتاو کو اسلام میں معیّن کیا گیا ہے کہ جسے خاندانی اخلاق وحکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی زندگی میں ہمیں کیا عمل اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہماری زندگی ایک اچھی زندگی ہو۔

شادی کس لئے، مال و جمال کے لئے یا کمال کے لئے؟

اگر کوئی مال و جمال کے لئے شادی کرے تو روایت کے مطابق ممکن ہے کہ خداوند عالم اسے مال و دولت اور خوبصورتی دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ان چیزوں سے محروم رکھے۔ لیکن اگر کوئی تقویٰ اور عفت و پاکیزگی کے حصول کے لئے شادی کرے تو خداوند عالم اسے مال و دولت بھی دے گا اور حسن وخوبصورتی بھی عطا کرے گا۔ ممکن ہے کہ کوئی یہ کہے کہ حسن وخوبصورتی تو عطا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے یعنی کسی کے پاس خوبصورتی ہے یا نہیں ہے! (دینے یا نہ دینے سے اس کا کیا تعلق؟) اس کے معنی یہ ہیں کہ خوبصورتی آپ کے دل اور نگاہوں میں ہے۔ اگر انسان کسی کو کہ جو بہت خوبصورت نہ ہو، پسند کرے تو وہ اسے اچھا لگے گا یا وہ کسی کو پسند نہیں کرتا ہر چند کہ وہ بہت خوبصورت ہی کیوں نہ ہو، تو وہ اسے اچھا نہیں لگے گا۔

اسلامی روش ہی بہتر ہے

عیسائیت اور یہودیت سمیت دیگر ادیان میں یہ رشتہ (شادی) مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ اسلام نے اِن ادیان کی شادی کے طریقے کو معتبر جانتے ہوئے مرد و عورت کو میاں بیوی قرار دیا ہے اور ان کی اولاد کو بھی حلال زادہ سمجھا ہے۔

اسلام میں شادی کا تصور، طریقہ اور روش بقیہ تمام ادیان اور اقوام کے طریقہ ازدواج سے زیادہ بہتر ہے۔ شادی کے مقدمات، اس کی اصل و بنیاد نیز اس کا دوام و بقا انسان کی مصلحت کے عین مطابق رکھا گیا ہے۔ البتہ دوسرے ادیان میں ہونے والی شادیاں بھی ہمارے نزدیک معتبر اور قابل احترام ہیں یعنی وہ نکاح جو ایک عیسائی کے لئے اُس کے گرجا گھر یا ایک یہودی کے لئے اُس کے مَعْبَد (کنیسہ) میں یا ہر قوم کے اپنے اپنے خاص طریقے سے انجام دیا جاتا ہے وہ ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہم اسے باطل نہیں کہتے ہیں۔ لیکن جو طریقہ اسلام نے معین کیا ہے وہ دوسروں سے بہتر ہے کہ جس میں شوہر اور بیوی دونوں کے لئے الگ الگ حقوق، مشترکہ ازدواجی زندگی کے آداب اور ایک دوسرے کا جیون ساتھی بننے کی روش بھی بیان کی گئی ہے۔ ''اسلامی بنیاد'' یہی ہے کہ ایک گھرانہ تشکیل پائے اور وہ خوش بخت اور خوشحال بھی ہو۔

نکاح کے چند بول کے ذریعے

یہ نکاح جو ہم پڑھتے ہیں، درحقیقت اس کے چند بول (صیغوں) کے ذریعے ہم دو اجنبیوں اور مختلف ماحول و خاندان کے لڑکے لڑکی کو ایک دوسرے سے ملا دیتے ہیں۔ یوں یہ آپس میں اس طرح شیر و شکر ہو جاتے ہیں کہ یہ پوری دنیا سے زیادہ ایک دوسرے کے لئے محرم، ایک دوسرے کے سب سے نزدیک اور مہربان و غمخوار بن جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہم اس نکاح کے ذریعے انسانی معاشرے میں ایک نئی اکائی ایجاد کرتے ہیں اور یوں معاشرے کا یہ انسانی اجتماع ''گھرانے'' کی اکائی سے تشکیل پاتا ہے۔ تیسری بات یہ کہ آپ دونوں انسان ہیں، ایک بیوی ہے اور ایک شوہر کہ آپ میں سے ہر ایک کو دوسرے کی ضرورت ہے اور ہم اس نکاح کے چند جملے پڑھ کر آپ کی ان ضرورتوں کے مثبت حل کا سامان کرتے ہیں۔

ہم یہ تین کام انجام دیتے ہیں۔ یہ آپ کی زندگی کی ابتدا بھی ہے اور بنیاد بھی اب اس کے بعد آگے خود آپ کی ذمہ داری ہے۔

سب سے اہم ترین فائدہ

رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے اور اپنا گھر بسانے کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس کے بہت سے فوائد ہیں لیکن اس کا سب سے اہم ہدف اور فائدہ اپنا گھر بسانا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان محبت وخلوص اور ایثار وفداکاری کا یہ رشتہ اور معاشرے میں گھرانے کی ''اکائی'' کی تشکیل دراصل مرد وعورت دونوں کے روحانی آرام و سکون، کمال اور اُن کی شخصیت کے رشد اور پختگی میں بہت موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان سب کے بغیر مرد کا وجود بھی ناقص ہے اور عورت کا وجود بھی نامکمل رہتا ہے۔ دوسرے تمام مسائل کا درجہ اس کے بعد آتا ہے۔ اگر یہ گھرانہ، صحیح وسالم اور محبت وخلوص کی فضا میں تشکیل پائے تو یہ معاشرے کے موجودہ اور آئندہ حالات پر اثر انداز ہوگا۔

ازدواجی زندگی کا آغاز دراصل گھرانے کی تشکیل کے لئے اقدام کرنا ہے جب کہ گھر کو بسانا درحقیقت تمام اجتماعی روابط کی اصلاح اور انسانی تربیت کی بنیاد ہے۔

درحقیقت شادی عبارت ہے لڑکے اور لڑکی کی اپنی مشترکہ ازدواجی زندگی شروع کرنے اور گھر بسانے سے۔ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو دیکھیں (اور پسند کریں)، شرعی عقد (نکاح) پڑھا جائے اور یہ ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں اور یوں محبت و خلوص کی فضا میں ایک گھرانے کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ خداوند عالم ہر لحاظ سے صحیح وسالم اور مسلمان گھرانے کو پسند کرتا ہے۔ جب ایک گھرانہ تشکیل پاتا ہے تو اس پر بہت سی برکتیں بھی نازل ہوتی ہیں، میاں بیوی کو اپنی بہت سی ضرورتوں کا مثبت حل مل جاتا ہے اور انسانی نسل اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ ان تمام مراحل میں اصل چیز اولاد، خوبصورتی وزیبائی اور مال و دولت نہیں ہے بلکہ اصل جوہر یہ ہے کہ دو انسان مل کر اپنی مشترکہ ازدواجی زندگی کا آغاز کرتے ہیں چنانچہ اس مشترکہ زندگی کی فضا اور ماحول کو صحیح وسالم ہونا چاہیے۔

اس گھرانے کی بنیاد رکھنا بذات خود سب سے اہم عنصر ہے۔ خلقت بشر کی اساس اس پر رکھی گئی ہے کہ ایک مرد وعورت مل کر باہمی شراکت ورضامندی سے اس اکائی کی بنیاد

رکھیں تاکہ زندگی آسانی سے، بغیر کسی مشکل وتشویش خاطر کے انسانی حاجت وضرورت کی جواب دہی کے لئے آگے بڑھے۔ اگر یہ سب چیزیں نہ ہوں تو جان لیں کہ زندگی اپنی ایک ٹانگ کے سہارے چل رہی ہے۔

دوسرا باب

محبت وخلوص میں تشکیل پانے والا گھرانہ اور خاندانی نظام زندگی

اب ہمارے بہترین اور عزیز ترین لڑکے اور لڑکیاں جان گئے ہیں کہ ''رشتہ ازدواج'' میں منسلک ہونے اور اس مقدس بندھن کا سب سے بہترین نتیجہ اور اصل ہدف ''گھرانے'' کی بنیاد رکھنا ہے۔

آج کے زمانے میں سب ہی ''گھرانے'' کے متعلق باتیں کرتے ہیں اور سب ہی کو اس بارے میں تشویش لاحق ہے۔ معاشرتی اور تاریخی علوم کے ماہرین کسی بھی معاشرے کی سب سے پہلی اور بنیادی ترین شکل ''گھرانے'' کو قرار دیتے ہیں۔ اس طرح ماہرین نفسیات بھی انسانوں کے نفسانی حالات کی جڑوں کو ''گھرانے'' میں ہی تلاش کرتے ہیں۔ جب کہ تربیت کے شعبے سے منسلک مفکرین اور دانش مند حضرات ''گھر'' کو ہی تربیتی امور کا مرکز جانتے ہیں اور اجتماعی مصلح حضرات بھی ہر قسم کی اصلاح طلب تبدیلی وانقلاب کو ''گھرانے'' سے ہی مربوط قرار دیتے ہیں اور سچ مچ، گھرانے کی اہمیت کتنی زیادہ ہے؟ اسلام کی اس بارے میں کیا نظر ہے؟ کس طرح ایک ''گھرانے'' کی بنیادوں کو مستحکم بنایا جا سکتا ہے؟ اور اسلام اور معاشرے میں ''گھرانے'' کے مقام ومنزلت اور اس کے مختلف اثرات کو اسلام کے مایہ ناز مفکر اور فلسفہ شناس دانشمند کی حیثیت سے اپنے ہر دلعزیز قائد و رہبر سے سننا اس عظیم بنیاد کو رکھنے والے نوجوانوں کے لئے راہ گشا ہے۔

کلمہ طیبہ یا پاک بنیاد

گھرانہ ''کلمہ طیبہ''[1] کی مانند ہے اور کلمہ طیبہ کی خاصیت یہ ہے کہ جب یہ وجود میں آتا ہے تو مسلسل اس کے وجود سے خیر و برکت اور نیکی ہی ملتی رہتی ہے اور وہ اپنے اطراف کی چیزوں میں نفوذ کرتا رہتا ہے۔ کلمہ طیبہ وہی چیزیں ہیں کہ جنہیں خداوند متعال نے انسان کی فطری ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی صحیح بنیادوں کے ساتھ اُسے تحفہ دیا ہے۔ یہ سب کلمہ طیبہ ہیں خواہ وہ معنویات ہوں یا مادیات۔

انسانی معاشرے کی اکائی

جس طرح ایک انسانی بدن ایک اکائی ''سیل'' یا ''خلیے'' سے تشکیل پاتا ہے کہ ان خلیوں کی نابودی، خرابی اور بیماری خود بخود اور فطری طور پر بدن کی بیماری پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اگر ان اکائیوں ''خلیوں'' میں پلنے والی بیماری بڑھ جائے تو خطرناک شکل میں بڑھ کر پورے انسانی بدن کے لئے خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ اسی طرح انسانی معاشرہ بھی اکائیوں سے مل کر بنا ہے جنہیں ہم ''گھرانہ'' کہتے ہیں۔ ہر گھر اور گھرانہ انسان کے معاشرتی بدن کی اکائی ہے۔ جب یہ صحیح وسالم ہوں گے اور صحیح اور اچھا عمل انجام دیں گے تو معاشرے کا بدن بھی یقیناً صحیح وسالم ہوگا۔

اچھا گھرانہ اور اچھا معاشرہ

اگر کسی معاشرے میں ایک گھرانے کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں، میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں، آپس میں خوش رفتاری، اچھے اخلاق اور باہمی تعاون سے پیش آئیں، مل کر مشکلات کو حل کریں اور اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں تو وہ معاشرہ

---

[1] سورہ ابراہیم کی آیت ۲۴ کی طرف اشارہ ہے کہ ارشاد رب العزت ہے: ''اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال پیش کی ہے جیسے ایک شجر طیبہ کہ جس کی جڑیں زمین میں مستحکم ہوں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں اور اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل بھی لے کر آتا ہے''۔

بہتر صورتحال اور نجات سے ہمکنار ہوجائے گا اور اگر معاشرے میں کوئی مصلح موجود ہو تو وہ ایسے معاشروں کی با آسانی اصلاح کرسکتا ہے۔ لیکن اگر صحیح و سالم اور اچھے گھرانے ہی معاشرے میں موجود نہ ہوں تو کتنے ہی بڑے مصلح کیوں نہ آجائیں وہ بھی معاشرے کی اصلاح نہیں کرسکتے۔

ہر وہ ملک کہ جس میں گھرانے کی بنیادیں مضبوط ہوں تو اس ملک کی بہت سی مشکلات خصوصاً معنوی اور اخلاقی مشکلات اس مستحکم اور صحیح و سالم گھرانے کی برکت سے دور ہوجائیں گی یا سرے ہی سے وجود میں نہیں آئیں گی۔ یہ بندھن اور ملاپ اور زندگی کا نیا روپ دراصل خداوند عالم کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اُس کے اسرارِ خلقت میں سے ایک سرّ ہے۔ اسی طرح معاشروں کی صحت و سلامتی اور اصلاح و بہتری نیز ان کے بقا اور دوام کا دارومدار اسی ازدواجی زندگی پر ہے۔

اگر ایک گھرانہ صحیح صورت میں تشکیل پائے اور منطقی، عقلی اور اخلاقی اصول دونوں میاں بیوی پر حاکم ہوں اور وہ گھر، خدا اور شریعت مقدسہ کے معیّن شدہ اصولوں کے مطابق چلے تو یہ گھرانہ اصلاح معاشرہ کی بنیاد قرار پائے گا نیز اس معاشرے کے تمام افراد کی سعادت کی بنیاد بھی یہی گھر بنے گا۔

گھر کو بسانا دراصل انسان کی ایک اجتماعی ضرورت ہے۔ چنانچہ اگر کسی معاشرے میں ''گھرانے'' صحیح و سالم اور مستحکم ہوں، حالاتِ زمانہ ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کریں اور وہ مختلف قسم کی اجتماعی آفات سے محفوظ ہوں تو ایسا معاشرہ اچھی طرح اصلاح پاسکتا ہے، اس کے باشندے فکری رشد پاسکتے ہیں، وہ روحانی لحاظ سے مکمل طور پر صحیح و سالم ہوں گے اور ممکن ہے کہ وہ نفسیاتی بیماریوں سے بھی دور رہوں۔

اچھے گھرانے سے محروم معاشرہ نفسیاتی بیماریوں کا مرکز ہے

اچھے گھرانوں سے محروم معاشرہ ایک پریشان، غیر مطمئن اور زبوں حالی کا شکار معاشرہ ہے اور ایک ایسا معاشرہ ہے کہ جس میں ثقافتی، فکری اور عقائدی ورثہ آنے والی

نسلوں تک با آسانی منتقل نہیں ہوسکتا۔ ایسے معاشرے میں انسانی تربیت کے بلند مقاصد آسانی سے حاصل نہیں ہو پاتے یا اس میں صحیح وسالم گھرانوں کا فقدان ہوتا ہے یا ان کی بنیادیں متزلزل ہوتی ہیں۔ ایسے معاشروں میں انسان اچھے تربیتی مراکز اور پرورش گاہوں میں بھی اچھی پرورش نہیں پاسکتے۔

صحیح وسالم گھرانے کا فقدان اس بات کا سبب بنتا ہے کہ نہ اس میں بچے صحیح پرورش پاتے ہیں، نہ نوجوان اپنی صحیح شخصیت تک پہنچ سکتے ہیں اور انسان بھی ایسے گھرانوں میں کامل نہیں بنتے۔ جب کہ اس گھر سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی بھی صالح اور نیک نہیں ہوں گے، اس گھر میں اخلاقیات کا بھی فقدان ہوگا اور گذشتہ نسل کے اچھے اور قیمتی تجربات بھی اگلی نسلوں تک منتقل نہیں ہوسکتے ہیں۔ جب ایک معاشرے میں اچھا گھرانہ موجود نہ ہوتو جان لیجئے کہ اس معاشرے میں ایمان اور دینداری کو وجود میں لانے والا کوئی مرکز موجود نہیں ہے۔

ایسے معاشرے کہ جن میں گھرانوں کی بنیادیں کمزور ہیں یا جن میں اچھے گھرانے سرے ہی سے وجود نہیں رکھتے یا کم ہیں یا اگر ہیں تو ان کی بنیادیں متزلزل ہیں تو وہ فنا اور نابودی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ ایسے معاشروں میں نفسیاتی الجھنوں اور بیماریوں کے اعداد وشمار ان معاشروں سے زیادہ ہیں کہ جن میں اچھے اور مستحکم گھرانے موجود ہیں اور مرد وعورت گھرانے جیسے ایک مضبوط مرکز سے متصل ہیں۔

غیر محفوظ نسلیں

انسانی معاشرے میں گھرانہ بہت اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے۔ آنے والی نسلوں کی تربیت اور معنوی، فکری اور نفسیاتی لحاظ سے صحیح وسالم انسانوں کی پرورش کے لئے گھرانے کے فوائد تک نہ کوئی پہنچ سکتا ہے اور تعلیم وتربیت کے میدان میں نہ ہی کوئی چیز بھی گھر وگھرانے کی جگہ لے سکتی ہے۔ جب خاندانی نظامِ زندگی بہتر انداز میں موجود ہوتو ان کروڑوں انسانوں میں سے ہر ایک کے لئے دیکھ بھال کرنے والے (والدین جیسے دو شفیق وجود) ہمیشہ ان کے ہمراہ ہوں گے کہ جن کا کوئی بھی نعم البدل نہیں ہوسکتا۔

''گھرانہ'' ایک امن وامان کی داوی محبت اور پُرفضا ماحول کا نام ہے کہ جس میں بچے اور والدین اس پر امن ماحول اور قابل اعتماد فضا میں اپنی روحی، فکری اور ذہنی صلاحیتوں کو بہتر انداز میں محفوظ رکھتے ہوئے ان کی پرورش اور رُشد کا انتظام کر سکتے ہیں۔ لیکن جب خاندانی نظام ہی کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں تو آنے والی نسلیں غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔

انسان، تربیت، ہدایت اور کمال و ترقی کے لئے خلق کیا گیا ہے اور یہ سب اہداف صرف ایک پرامن ماحول میں ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ایسا ماحول کہ جس کی فضا کو کوئی نفسیاتی الجھن آلودہ نہ کرے اور ایسا ماحول کہ جس میں انسانی صلاحیتیں اپنے کمال تک پہنچیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے ایسے ماحول کا وجود لازمی ہے کہ جس میں تعلیمات ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں منعکس ہوں اور ایک انسان اپنے بچپنے سے ہی صحیح تعلیم، مددگار نفسیاتی ماحول اور دو فطری معلّموں یعنی والدین کے زیر سایہ تربیت پائے جو عالمِ دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ اس پر مہربان ہیں۔

اگر معاشرے میں صحیح خاندانی نظام رائج نہ ہو تو انسانی تربیت کے تمام اقدامات ناکام ہو جائیں گے اور اس کی تمام روحانی ضرورتوں کو مثبت جواب نہیں ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی تخلیق اور فطرت ایسی ہے کہ جو اچھے گھرانے، صحیح و کامل خاندانی نظام کے پُرفضا اور محبت آمیز ماحول اور والدین کی شفقت و محبت کے بغیر صحیح و کامل تربیت، بے عیب پرورش اور نفسیاتی الجھنوں سے دور اپنی لازمی روحانی نشو و نما تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ انسان اپنی باطنی صلاحیتوں اور اپنے احساسات و جذبات کے لحاظ سے اسی وقت کامل ہو سکتا ہے کہ جب وہ ایک مکمل اور اچھے گھرانے میں تربیت پائے۔ ایک مناسب اور اچھے نظام زندگی کے تحت چلنے والے گھر میں پرورش پانے والے بچوں کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ نفسیاتی

لحاظ سے صحیح وسالم اور ہمدردی اور مہربانی کے جذبات [1] سے سرشار ہوں گے۔

ایک گھرانے میں تین قسم کے انسانوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ ایک مرد ہیں جو اس گھر کے سرپرست یا والدین ہیں، دوسرے درجے پر خواتین کہ جو ماوں کا کردار ادا کرتی ہیں اور تیسرے مرحلے پر اولاد کہ جو اس معاشرے کی آنے والی نسل ہے۔

اچھے گھرانے کی خوبیاں

ایک اچھا گھرانہ یعنی ایک دوسرے کی نسبت اچھے، مہربان، پُرخلوص جذبات و احساسات کے مالک اور ایک دوسرے سے عشق ومحبت کرنے والے میاں بیوی جو کہ ایک دوسرے کی جسمانی اور روحانی حالت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق ایک دوسرے کی مدد کریں، ایک دوسرے کی فعالیت، کام کاج اور ضرورتوں کو اہمیت دیں اور ایک دوسرے کے آرام وسکون اور بہتری وبھلائی کو مدّنظر رکھیں۔ یہ سب پہلے درجے پر ہیں۔

دوسرے درجے پر اس گھرانے میں پرورش پانے والی اولاد ہے کہ جس کی تربیت کے لئے وہ احساس ذمّہ داری کریں اور مادی اور معنوی لحاظ سے انہیں صحیح وسالم پرورش کا ماحول فراہم کریں۔ ان کی خواہش یہ ہونی چاہیے کہ ان کے بچے مادی اور معنوی لحاظ سے سلامتی اور بہتری تک پہنچیں، انہیں بہترین تعلیم وتربیت دیں، انہیں مودّب بنائیں، اچھے طریقوں سے اپنی اولاد کو برے کاموں کی طرف قدم بڑھانے سے روکیں اور بہترین صفات سے ان کی روح کو مزین کریں۔ ایک ایسا گھر دراصل ایک ملک میں ہونے والی تمام حقیقی اصلاحات کی بنیاد فراہم کرسکتا ہے۔ چونکہ ایسے گھرانوں میں اچھے انسان ہی اچھی تربیت پاتے ہیں اور بہترین صفات کے مالک ہوتے ہیں۔ جب کوئی معاشرہ شجاعت، عقلی

---

[1] ماہرین نفسیات اس بات کے قائل ہیں اور ہماری احادیث وروایات بھی اس مطلب پر تاکید کرتی ہیں کہ گھر میں والدین کا اپنی اولاد سے ہمدردی، محبت، شفقت اور مہربانی وپیار سے پیش آنا بچوں کی تربیت اور ان کی نشوونما میں بہت زیادہ موثر ہے۔ والدین کا خشک رویہ بچوں سے مہربانی، ہمدردی، اور پیار ومحبت کو سلب کرلے گا اور وہ بچے سخت مزاج، ناقص اور ناہموار طبیعت کے مالک ہوں گے۔ (مترجم)

استقلال،فکری آزادی، احساس ذمہ داری، پیار ومحبت، جرآت وبہادری، وقت پر صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت، دوسروں کی خیرخواہی اوراپنی خاندانی پاکیزگی ونجابت کے ساتھ پرورش پانے والے لوگوں کا حامل ہوگا تو وہ کبھی بدبختی وروسیاہی کے شکل نہیں دیکھے گا۔

اچھے خاندانی نظام میں ثقافت کی منتقلی کی آسانی

ایک معاشرے میں اس کی تہذیب وتمدّن اور ثقافت کے اصولوں کی حفاظت اور آئندہ آنے والی نسلوں تک ان کی منتقلی اچھے گھرانے یا بہترین خاندانی نظام کی برکت ہی سے انجام پاتی ہے۔

رشتہ ازدواج میں نوجوان لڑکے لڑکی کے منسلک ہونے کا سب سے بہترین فائدہ ''گھر بسانا'' ہے۔اس کا سبب بھی یہی ہے کہ اگر ایک معاشرہ اچھے گھرانوں، خاندانی افراد اور بہترین نظام تربیت پر مشتمل ہو تو وہ بہترین معاشرہ کہلائے جانے کا مستحق ہے اور وہ اپنی تاریخی اور ثقافتی خزانوں اور ورثہ کو بخوبی احسن اگلی نسلوں ں تک منتقل کرے گا اور ایسے معاشرے میں بچے بھی صحیح تربیت پائیں گے۔ چنانچہ وہ ممالک اور معاشرے کہ جن میں خاندانی نظام مشکلات کا شکار رہتا ہے تو وہاں ثقافتی اور اخلاقی مسائل پیش آتے ہیں۔

اگر موجودہ نسل اس بات کی خواہش مند ہے کہ وہ اپنے ذہنی اور فکری ارتقائی، تجربات اور نتائج کو آنے والی نسلوں کو منتقل کرے اور ایک معاشرہ اپنے ماضی اور تاریخ سے صحیح معنیٰ میں فائدہ حاصل کرے تو یہ صرف اچھے گھرانوں یا اچھے خاندانی نظام زندگی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ گھر کی اچھی فضا میں اس معاشرے کی ثقافتی اور تاریخی بنیادوں پر ایک انسان اپنے تشخص کو پاتا ہے اور اپنی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔ یہ والدین ہی ہیں کہ جو غیر مستقیم طور پر بغیر کسی جبر اور تصنّع (بناوٹ) کے فطری اور طبیعی طور پر اپنے فکری مطالب، عمل،معلومات،عقائد اور تمام مقدس امور کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرتے ہیں۔

خوشحال گھرانہ اور مطمئن افراد

اسلام ''گھرانے'' پر مکمل توجہ دیتا ہے اور گھرانے پر اس کی نظر خاص الخاص اہتمام کے ساتھ جمی ہوئی ہیں کہ جس کی وجہ سے خاندانی نظام یا گھرانے کو انسانی حیات میں مرکزیت حاصل ہے۔ اسی لئے اس کی بنیادوں کو کمزور یا کھوکھلا کرنے کو بدترین فعل قرار دیا گیا ہے۔

اسلام میں گھرانے کا مفہوم یعنی ایک چھت کے نیچے دو انسانوں کی سکونت، دو مختلف مزاجوں کا بہترین اور تصوراتی روحانی ماحول میں ایک دوسرے کا جیون ساتھی بننا، دو انسانوں کے انس والفت کی قرارگاہ اور ایک انسان کے ذریعے دوسرے انسان کے کمال اور معنوی ترقی کا مرکز، یعنی وہ جگہ کہ جہاں انسان پاکیزگی حاصل کرے اور اسے روحانی سکون نصیب ہو۔ یہ ہے اسلام کی نگاہ میں خوشحال گھرانہ اور اسی لیے اسلام اس مرکز ''گھرانے'' کو اس قدر اہمیت دیتا ہے۔

قرآن کے بیان کے مطابق اسلام نے مرد وعورت کی تخلیق، ان کے ایک ساتھ زندگی گزارنے اور ایک دوسرے کا شریکِ حیات بننے کو میاں بیوی کے لئے ایک دوسرے کے آرام وسکون کا باعث قرار دیا ہے۔

قرآن میں ارشادِ خداوندی ہے کہ

وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ

اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے۔ [۱]

جہاں تک مجھے یاد ہے قرآن میں دو مرتبہ ''سکون'' کی تعبیر آئی ہے [۲]

خداوند عالم نے انسانی جوڑے کو اس کی جنس (انسانیت) سے ہی قرار دیا ہے یعنی عورت کا جوڑا مرد اور مرد کا جوڑا عورت کو قرار دیا ہے تاکہ ''لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا'' یعنی یہ

---

[۱] سورۂ اعراف: ۱۸۹

[۲] وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا (سورہ روم ۲۱)

انسان خواہ مرد ہو یا عورت، اپنے میاں یا بیوی سے آرام وسکون حاصل کرے۔

یہ آرام وسکون دراصل باطنی اضطراب کی زندگی کے پُرتلاطم دریا سے نجات و سکون پانے سے عبارت ہے۔ زندگی ایک قسم کا میدان جنگ ہے اور انسان اس میں ہمیشہ ایک قسم کے اضطراب و پریشانی میں مبتلا رہتا ہے لہٰذا یہ سکون بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ آرام وسکون انسان کو صحیح طور پر حاصل ہو تو اس کی زندگی سعادت وخوش بختی کو پالے گی، میاں بیوی دونوں خوش بخت ہو جائیں گے، اور اس گھر میں پیدا ہونے والے بچے بھی بغیر کسی نفسیاتی دباو اور الجھن کے پرورش پائیں گے اور خوش بختی ان کے قدم چومے گی۔ صرف میاں بیوی کے باہمی تعاون، اچھے اخلاق و کردار اور پُرسکون ماحول سے اس گھرانے کے ہر فرد کے لئے سعادت وخوش بختی کی زمین ہموار ہو جائے گی۔

زندگی کی کڑی دھوپ میں ایک ٹھنڈی چھاوں

جب میاں بیوی دن کے اختتام پر یا درمیان میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے سے یہی امید رکھتے ہیں کہ انہوں نے گھر کے ماحول کو خوش رکھنے، اسے زندہ بنانے اور تھکاوٹ اور ذہنی الجھنوں کو دور کر کے اسے زندگی گزارنے کے قابل بنانے میں اپنا اپنا کردار موثر طریقے سے ادا کیا ہوگا۔ ان کی ایک دوسرے سے توقع بالکل بجا ہے۔ اگر آپ بھی یہ کام کر سکیں تو حتماً انجام دیں کیونکہ اس سے زندگی شیریں اور میٹھی ہوتی ہے۔

انسان کی زندگی میں مختلف ناگزیر حالات و واقعات کی وجہ سے طوفان اٹھتے ہیں جس میں وہ ایک مضبوط پناہ گاہ کا متلاشی ہوتا ہے۔ میاں بیوی کا جوڑا اس طوفان میں ایک دوسرے کی پناہ لیتا ہے۔ عورت اپنے شوہر کے مضبوط بازوں کا سہارا لے کر اپنے محفوظ ہونے کا احساس کرتی ہے اور مرد اپنی بیوی کی چاہت وفداکاری کی ٹھنڈی چھاوں میں سکھ کا سانس لیتا ہے۔ مرد اپنی مردانہ کشمکش والی زندگی میں ایک ٹھنڈی چھاوں کا ضرورت مند ہے تاکہ وہاں کی گھنی چھاوں میں تازہ دم ہو کر دوبارہ اپنا سفر شروع کرے۔ یہ ٹھنڈی

چھاوں اسے کب اور کہاں نصیب ہوگی؟ اس وقت کہ جب وہ اپنے گھر کی عشق و الفت، مہربانی اور محبت سے سرشار فضا میں قدم رکھے گا، جب وہ اپنی شریکہ حیات کے تبسّم کو دیکھے گا کہ جو ہمیشہ اس سے عشق و محبت کرتی ہے، زندگی کے ہر اچھے و بُرے وقت میں اس کے ساتھ ساتھ ہے، زندگی کے ہر مشکل لمحے میں اس کے حوصلوں میں پختگی عطا کرتی ہے اور اسے ایک جان دو قالب ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ یہ ہے زندگی کی ٹھنڈی چھاوں۔

بیوی بھی اپنی روزمرہ کی ہزاروں جھمیلوں والی زنانہ زندگی میں (صبح ناشتے کی تیاری، بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا، گھر کو سمیٹنا اور صفائی، دوپہر کے کھانے کی تیاری، بچوں کی اسکول سے آمد اور دوپہر کا کھانا کھلانا، سلانا، نماز، شام کی چائے، شوہر کی آمد اور رات کے کھانے کی فکر جیسی دیگر) دسیوں مشکلات اور اور مسائل کا سامنا کرتی ہے، خواہ وہ گھر سے باہر کام میں مصروف ہو اور مختلف قسم کی اجتماعی اور سیاسی فعالیت کو انجام دے رہی ہو یا گھر کی چار دیواری میں گھریلو کام کاج میں عرقِ جبیں بہا رہی ہو کہ اس کے اندرونِ خانہ کام کی زحمت و سختی اور اہمیت گھر سے باہر اُس کی فعالیت سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔ ایک صنفِ نسواں اپنی لطیف و ظریف روح کے ساتھ جب ان مشکلات کا سامنا کرتی ہے تو اسے پہلے سے زیادہ آرام و سکون اور ایک مطمئن شخص پر اعتماد اور تکیہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا شخص کون ہے؟ وہ اس کے وفادار شوہر کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے؟!

انسان مشین تو نہیں ہے

انسان کوئی گاڑی یا مشین تو نہیں ہے، انسان روح (اور جسم) سے مرکب ہے، وہ معنویت کا طالب، ہے، وہ ہمدردی و مہربانی اور ایثار و فداکاری کے جذبات و احساسات کا نام ہے اور وہ زندگی کی کڑی دھوپ میں آرام و سکون کا متلاشی ہے اور آرام و سکون صرف گھر کی فضا میں ہی اسے میسر آسکتا ہے۔

گھر کے ماحول کو آرام دہ ماحول ہونا چاہیے۔ میاں بیوی میں ایک دوسرے کے لئے موجود ہمدردی اور ایثار و محبت کے یہ احساسات ان کے اندرونی سکون میں اُن کے

مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اس آرام وسکون کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنے کام کاج کو متوقف اور فعالیت کو ترک کردے، کام کاج اور فعالیت بہت اچھی اور ضروری ہے۔اس آرام وسکون کا تعلق دراصل زندگی کی مشکلات و مسائل سے ہے۔ انسان کبھی کبھی اپنی زندگی میں پریشان ہو جاتا ہے تو اس کی بیوی اسے سکون دیتی ہے اور مرد اپنے مضبوط بازوں سے بیوی کے وجود کو سنبھالتا اور اسے سہارا دیتا ہے تاکہ اسے آرام مل جائے۔ یہ سب اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب گھر کی فضا اور ماحول آپس کی چپقلش،لڑائی جھگڑوں، باہمی نااتفاقی اور مشکلات کا شکار نہ ہو۔

اچھے گھر کا پرسکون ماحول

ہر انسان کو خواہ مرد ہو یا عورت، اپنی پوری زندگی میں شب و روز مختلف پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا رہتا ہے اور غیر متوقع حالات وواقعات سے اس کی زندگی اضطراب کا شکار رہتی ہے۔ یہ حادثات وواقعات انسان کو اعصابی طور پر کمزور، خستہ تن اور اس کی روح کو بوجھل اور طبیعت ومزاج کو چڑ چڑا بنا دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب انسان ایک گھر کی خوشگوار فضا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا روح افزا ماحول اور سکون عطا کرنے والی نسیم اسے توانائی بخشتی ہے اور اسے ایک نئے دن ورات اور خدمت و فعالیت انجام دینے کے لئے آمادہ وتیار کرتی ہے۔اسی لئے خاندانی نظام زندگی یا گھرانہ،انسانی حیات کی تنظیم میں بہت کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ گھر کو صحیح روش اور اچھے طریقے سے چلانا چاہیے۔

ایک پُرسکون گھرانے سے میاں بیوی کو حاصل ہونے والے فائدے، گھر کی چار دیواری سے باہر ان کے دیگر فوائد کے اعداد وشمار کو زیادہ کرتے اور انہیں قدر وقیمت اور کیفیت عطا کرتے ہیں۔ رشتہ ازدواج کے بندھن میں ایک دوسرے کا جیون ساتھی بننا اور گھر بسانا میاں بیوی کے لئے زندگی کا بہترین ہدیہ ہے۔ یہ روحانی آرام وسکون، زندگی کی مشترکہ جدوجہد کے لئے ایک دوسرے کو دلگرمی دینے، اپنے لئے نزدیک ترین غمخوار

ڈھونڈنے اور ایک دوسرے کی ڈھارس باندھنے کا ایک وسیلہ ہے کہ جو انسان کی پوری زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔

گھریلو فضا میں خود کو تازہ دم کرنے کی فرصت

ایک گھر میں رہنے والے میاں بیوی جو ایک دوسرے کی زندگی میں شریک اور معاون ہیں، گھر کے پُر فضا ماحول میں ایک دوسرے کی خستگی، تھکاوٹ اور اکتانے والی یکسانیت کو دور کر کے کھوئی ہوئی جسمانی اور ذہنی قوتوں کو بحال اور اپنی ہمت کو تازہ دم کر کے خود کو زندگی کی بقیہ راہ کو طے کرنے کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ زندگی ایک میدان جنگ ہے، پوری زندگی عبارت ہے ایک بڑی مدت والی جنگ سے، فطری و طبیعی عوامل سے جنگ، اجتماعی موانع سے جنگ اور انسان کی اپنی اندرونی دنیا سے جنگ کہ جسے جہاد نفس کہا گیا ہے لہٰذا انسان ہر وقت حالت جنگ میں ہے۔ انسان کا بدن بھی ہر وقت جنگ میں ہے اور وہ ہمیشہ مضرّ عوامل سے لڑائی میں مصروف عمل ہے اور جب تک بدن میں اس لڑائی کی قدرت اور قوت مدافعت موجود ہے آپ کا جسم صحیح وسالم ہے۔ ضروری بات یہ ہے کہ انسان میں یہ مبارزہ اور جنگ درست سمت میں اپنی صحیح، منطقی اور اچھی روش و طریقے اور صحیح عوامل کے ساتھ انجام پانی چاہیے۔

زندگی کی اس جنگ میں کبھی استراحت و آرام لازمی ہوتا ہے۔ زندگی ایک سفر اور مسلسل حرکت کا نام ہے اور اس طولانی سفر میں انسان کی استراحت گاہ اس کا گھر ہے۔

مشترکہ زندگی کی قرارداد کا احترام کرنا

گھر بسانا اور گھر آباد کرنا ایک قرارداد اور معاہدہ ہے۔ یہ کوئی ایسا معمولی کام نہیں ہے کہ دو چیزوں کو آپس میں ملا دیں اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں، نہیں! یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو سب کے لئے مورد اطمینان ہے اور تمام افراد کے لئے قابل اعتماد عہد و پیمان ہے۔ اس کی بقا اسی صورت میں ممکن ہے کہ معاہدے پر دستخط کرنے والے دونوں افراد، ان

کا معاشرہ اور قانون اس کا احترام کرے لیکن اگر اس سے بے اعتنائی برتی جائے تو یہ معاہدہ باقی نہیں رہے گا۔

خاندانی نظام زندگی میں جنسی خواہش کی اہمیت

اسلام نے انسان کی جنسی خواہش کو گھرانے کی تشکیل کی بنیاد قرار دیا ہے یعنی اسے ایک اچھے گھرانے کے استحکام کا وسیلہ بنایا ہے۔ اسی بات کو اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ جب میاں بیوی دونوں پاکدامن، عفیف، دیندار، خدا سے ڈرنے والے اور اسلام کے دستور کے مطابق اپنی شہوت و جنسی خواہشات میں گناہوں سے دوری اختیار کرنے والے ہوں تو اس وقت میاں بیوی کی ایک دوسرے کے لیے ضرورت زیادہ بڑھ جائے گی اور جب وہ ایک دوسرے کی زیادہ ضرورت محسوس کریں گے تو اس خاندان کی بنیادیں کہ جو میاں بیوی ہیں، پہلے سے اور زیادہ مستحکم ہو جائیں گی۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ خاندان کی اس بنیاد و اساس کو ختم نہ ہونے دے۔ اسلام کی خواہش ہے کہ انسان اپنے گھرانے سے باہر کہیں اور اپنی جنسی خواہش کی سیرابی کا انتظام نہ کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے گھر والوں کی نسبت بے اعتنا، لا ابالی اور بے بند و بار ہو جائیں۔ اسی لئے اسلام ان انحرافات کا راستہ روکتا ہے۔

دینداری، خاندان کی حقیقی صورت

اپنے گھر کو آباد کرنے اور اس کی حفاظت کے لئے اسلامی احکام کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ یہ گھر ہمیشہ آباد اور خوشحال رہے۔ لہٰذا آپ، دیندار گھرانوں میں کہ جہاں میاں بیوی اسلامی احکامات کا خیال رکھتے ہیں، دیکھیں گے کہ وہ سالہا سال مل جل کر زندگی بسر کرتے ہیں اور میاں بیوی کی محبت ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ باقی رہتی ہے، ہر گزرنے والا دن ان کی چاہت میں اضافہ کرتا ہے، ایک دوسرے سے جدائی اور فراق کا تصور بھی دونوں کے لئے مشکل ہو جاتا ہے اور ان کے دل ایک دوسرے کی محبت سے سرشار

ہوتے ہیں۔ یہ ہے وہ محبت و چاہت جو کسی خاندان کو دوام بخشتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ان تمام چیزوں کو اہمیت دی ہے۔

اگر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے اور روش پر عمل کیا جائے تو ہمارا خاندانی نظام پہلے سے زیادہ مستحکم ہو جائے گا جس طرح گذشتہ زمانے میں ـــــــــ طاغوتی دورِ حکومت میں ـــــــــ جب لوگوں کا ایمان سالم اور محفوظ تھا اور ہمارے گھرانے اور خاندانی نظام مستحکم و مضبوط تھے، اس ماحول میں میاں بیوی ایک دوسرے سے پیار کرنے والے تھے اور پرسکون ماحول میں اپنی اولاد کی تربیت کرتے تھے اور آج بھی یہی صورتحال ہے۔ وہ گھرانے اور خاندان جو اسلامی احکامات اور آداب کا خیال رکھتے ہیں وہ غالباً دوسروں کی بہ نسبت مضبوط و مستحکم اور بہتر گھرانے ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو پرسکون ماحول فراہم کرتے ہیں۔

گھر کی حفاظت میں میاں بیوی کا کردار

زندگی کے اس نئے سفر کا آغاز کرنے والے لڑکے اور لڑکی کو چاہیے کہ اپنے اس عہد و پیمان کی حفاظت کریں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی کوئی بھی کام انجام دے تو دوسرا اسے برداشت کرے، نہیں۔ بلکہ دونوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں تا کہ وہ کام انجام پائے۔ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس مشترکہ زندگی میں شوہر کی زیادہ ذمہ داری ہے یا بیوی کے حصے کا کام زیادہ ہے، نہیں! بلکہ اس گھر کی بنیاد اور دو انسانوں کے اس اجتماع کی کہ جس کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو گا، حفاظت کرنا دونوں کی ذمہ داری ہے۔

آپ کو چاہیے کہ گھر کے ماحول کو افسردہ، خراب، حد سے زیادہ جذباتی اور اس کی بنیادوں کو متزلزل کرنے والی تمام چیزوں سے اجتناب کریں۔ میاں بیوی دونوں کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں کی بنیاد مشترکہ جدوجہد، تعاون اور ایک دوسرے کا ساتھ دینا قرار دیں۔ ایک اچھے گھرانے کی تمام خیر و برکت میاں بیوی کے کردار و عمل سے وابستہ ہوتی ہے

جو آخر کار انہی کے بچوں کو نصیب ہوگی۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس میں کسی ایک کا عمل کافی سمجھا جائے (اور دوسرا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے یا خاموش رہے)۔ خدانخواستہ اگر گھر کا ماحول ایک دوسرے کی نسبت عدم محبت و عدم اطمینان اور خلوص و فدا کاری کے فقدان سے خراب ہوجائے تو گلستانِ حیات میں لگنے والی آگ کا دھواں میاں بیوی دونوں کی آنکھوں میں جائے گا۔

اپنے گھر کی بنیادوں کی حفاظت کی سب سے بڑی ذمہ داری خود میاں بیوی پر عائد ہوتی ہے۔ درگذشت، عفو، باہمی مدد و تعاون، مہربانی اور اپنے اخلاق و محبت سے کہ ان میں سب سے زیادہ موثر محبت کا عنصر ہے، دونوں اس عمارت کو ہمیشہ کے لئے قائم اور شاد و آباد رکھ سکتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں اچھے خاندان کی صفات

اسلامی معاشرے میں میاں بیوی زندگی کے سفر میں ایک ساتھ، ایک دوسرے سے متعلق، ایک دوسرے کی نسبت ذمہ دار، اپنی اولاد کی تربیت اور اپنے گھرانے کی حفاظت کے لئے مسؤل اور جوابدہ تصور کئے جاتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجئے کہ اسلام میں گھرانے اور خاندان کی اہمیت کتنی زیادہ ہے!

اسلامی ماحول میں خاندان کی بنیادیں اتنی مضبوط و مستحکم ہیں کہ کبھی آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ہی گھر میں دو نسلیں زندگی گزار دیتی ہیں اور دادا، باپ اور بیٹا (پوتا) باہم مل کر ایک جگہ زندگی گزارتے ہیں۔ یہ کتنی قیمتی بات ہے۔ نہ ان کے دل ایک دوسرے سے بھرتے ہیں اور نہ یہ ایک دوسرے کی نسبت بدگمان و بدبین ہوتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں یعنی دیندار اور مذہبی فضا میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ دو آدمی ایک طویل عرصے تک باہم زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل نہیں اکتاتے بلکہ ایک دوسرے کے لیے ان کی محبت و خلوص زیادہ ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے

کے لئے ان کی الفت، انس اور چاہت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہتا ہے اور یہ سب آثار، دینداری، مذہبی ہونے اور خداوند عالم کے بتائے ہوئے احکام و آدابِ اسلامی کی رعایت کرنے کا ہی نتیجہ ہیں۔

اسلام اور اسلامی ثقافت وتمدّن میں خاندان کو دوام حاصل ہے۔ گھر میں دادا، دادی اور ماں باپ سبھی تو موجود ہیں جو اپنے پوتے پوتیوں کو اپنے ہاتھوں پر جوان کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جو آداب ورسوم کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرتے ہیں اور پچھلی نسل اپنی تاریخی اور ثقافتی ورثے آنے والی نسل کے ہاتھوں میں با حفاظت تھماتی ہے۔ ایسے ماحول میں ایک دوسرے سے کٹ کر رہنے، تنہائی اور عُزلت نشینی اختیار کرنے اور مہربانی و محبت سے عاری سلوک روا رکھنے کے تمام دروازے اس گھر کے تمام افراد کے لئے بند ہیں۔

تیسرا باب

مغرب میں عشق کا غروب اور ہمدردی ومہربانی کا فقدان

دریچہ

اپنے پاس موجود چیزوں کی قدر شناسی اور سپاس گزاری کی حس کی تقویت کے لئے ایک درمیانی راستہ بھی موجود ہے اور وہ ان
لوگوں کو بغور دیکھنا اور مشاہدہ کرنا ہے۔
جو ان چیزوں سے یکسر محروم ہیں یا کم بہرہ مند ہیں۔
اپنے پاس موجود اس نعمت عظمیٰ کے شکرانے کے لئے کتنا ہی بہتر ہو کہ
ہم ان معاشروں پر نگاہ ڈالیں کہ جنہوں نے خداوند عالم
کی اس بڑی اور عظیم نعمت کو ہر ایرے غیرے کی باتیں سننے
اور دل کے فریب کھانے سے گنوادیا اور آج اس گناہ کبیرہ کے عذاب کا تازیانہ
ان کے مایوس اور افسردہ چہروں پر مارا جارہا ہے۔
جی ہاں ہم ''مغرب'' کی ہی بات کررہے ہیں!
یعنی وہ تاریک سرزمین کہ
جس کے باسیوں کے آسمانِ زندگی سے خورشیدِ عشق کب کا رختِ سفر باندھ چکا ہے اور ان کی ترستی ہوئی آنکھوں میں ''مہربانی ومحبت کے'' ایک ایک قطرے کی تمنا کو

بخوبی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

خاندانی نظام کے شیرازے کا بکھرنا دراصل غضب الٰہی کا وہ طوفان ہے کہ
جس نے اس غربت کدے کے باشندوں سے خوش بختی کو چھین لیا ہے۔
ہم ان کے لئے ہمدردی اور انسان دوستی کے جذبات رکھتے ہیں،
کاش ان کے لئے کوئی کام کیا جاسکتا!
لیکن بہت دیر ہو چکی ہے۔ اب بہتر یہ ہے کہ ہم اپنی فکر کریں
اور ''خاندانی حرمت'' کا پاس نہ رکھنے والوں اور اپنی
بے لگام شیطانی شہوت کے نیزوں سے اپنی
سعادت وخوش بختی کو زخمی اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں کے حالات سے عبرت لیں۔
وہ ہم سے حسد کرتے ہیں اور حاسد کے حسد سے ڈرنا
اور خدا کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

اور میں حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ کا طالب ہوں کہ جب وہ
حسد کرے۔ [1]

مغرب کے ظاہر پر پڑے ہوئے خوبصورت دبیز پردوں کو ہٹا کر
اِس ''حادثے'' کی حقیقت تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔
اہلِ مغرب کا کسی بھی واقعے وحقیقت کو چھپا کر اُسے
مصنوعی زینت وآرائش دینے، خبروں کو سنسر کرنے
اور اپنی تباہ شدہ زندگی کے عوامل واسباب کو چھپانے کا اُن کا ''ہنر''
زبان زدخاص وعام ہے۔
اس کے لئے نگاہ عمیق اور دیدروشن کی ضرورت ہے تا کہ

---

[1] سورۂ فلق: ۵

اِس ''حادثے'' کی حقیقت سے پردہ اٹھائے! اور اس کام کے لیے
ہمارے ہردلعزیز رہبر سے زیادہ موزوں اور کون ہے؟!

اپنے تشخص سے بے خبر نسل

آج کل مغربی مما لک میں جس چیز کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے وہ اپنے تشخص سے بے خبر نسل کی حیرانی و سرگردانی سے عبارت ہے کہ جہاں ایک ہی شہر میں رہنے والے ماں باپ سالہا سال اپنی اولاد سے بے خبر ہیں تو دوسرے شہروں کی بات چھوڑ دیجئے! ایسا ماحول کہ جہاں خاندانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے اور لوگ تنہا ہیں (یہ ہیں اس معاشرے کی خصوصیات)۔

یورپی اور امریکی مما لک میں بے شوہر عورتوں اور بغیر بیوی والے مرد حضرات کے اعداد و شمار بہت زیادہ ہیں کہ جس کا نتیجہ والدین کی شفقت سے محروم، آوارہ اور جرائم کا پیش خیمہ بننے والے بچوں کی صورت میں نکلتا ہے اور وہاں جرم و گناہ کی فضا حاکم ہے۔ یہ خبریں جو آپ سنتے ہیں کہ کسی اسکول، روڈ یا ریل گاڑی میں ایک لڑکا سامنے آ کر اچانک لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیتا ہے اور کئی لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، ایسے ایک یا دو واقعات نہیں ہیں۔ دوسری جانب جرائم انجام دینے والے افراد کے سن و سال کا گراف بھی نیچے آ رہا ہے۔ پہلے بیس سالہ نوجوان جرائم میں ملوث تھے لیکن اب سولہ سترہ سال کے لڑکے انہی جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ بلکہ اب تو امریکہ میں تیرہ چودہ سالہ بچے بھی یہ کام انجام دے رہے ہیں اور بہت آسانی سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ ایک معاشرہ جب اس منزل پر پہنچ جائے تو گویا اس معاشرے کا شیرازہ بالکل بکھر گیا ہے اور اس بکھرے ہوئے معاشرے کو دوبارہ جمع کرنا تقریباً غیر ممکن ہے۔

مغرب کا گناہِ کبیرہ

دنیائے مغرب کی سب سے بڑی مشکل خاندانی مسائل اور گھریلو نظام زندگی

سے بے توجہی برتتا ہے۔اہل مغرب اپنے خاندانی نظام زندگی کی حفاظت میں ناکام ہو گئے ہیں۔مغرب میں خاندان یا گھریلو نظام زندگی،اجنبیت،بے اعتنائی اور تحقیر واہانت کا شکار ہے۔اہل مغرب کی یہی مشکل ان کی تہذیب وتمدن کو دیمک کی مانند آہستہ آہستہ چاٹ کر کھوکھلا کر رہی ہے اور صنعتی اور علمی پیش رفت کے باوجود مغرب ہلاکت ونابودی کی طرف گامزن ہے۔

عالم بشریت کے لئے مغربی تمدن کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اس نے شادی اور خاندان کی تشکیل کولوگوں کی نگاہوں میں سبک اور ہلکا اور ایک لباس بدلنے کی مانند کر دیا ہے۔یہ ہے ان کے یہاں میاں بیوی کی زندگی کا تصور۔

وہ ممالک کہ جن میں خاندانی نظام زندگی ضائع اور برباد ہو رہا ہے حقیقت میں اُن کی تہذیب وثقافت کی بنیادیں لرز رہی ہیں اور آخر کار یہ تباہ وبرباد ہو جائیں گی۔

نہ اُنس ومحبت،نہ شوہر

دنیائے مغرب میں باوجودیکہ بہت سی حکومتیں علم وثروت اور مضبوط سیاست کے لحاظ سے غنی ہیں لیکن خاندانی نظام زندگی میں وہاں کے باشندوں کی زندگی بہت افسوسناک ہے۔ہمارے یہ خاندانی اجتماعات اور تقریبات کہ جہاں خاندان کے بڑے چھوٹے سب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں،ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں،مہربانی،ہمدردی اور محبت نے انہیں تسبیح کے دانوں کی مانند ایک جگہ جمع کیا ہوا ہے،یہ ایک دوسرے سے مکمل تعاون کرتے ہیں،ایک دوسرے کی احوال پرسی کرتے اور دوسروں کو اپنی ذات کا حصہ سمجھتے ہیں،اخوت و بھائی چارگی کے ساتھ رہتے ہیں اور باہم شیر وشکر ہو جاتے ہیں۔یہ چیزیں ہمارے معاشرے میں بہت عام نوعیت کی ہیں اور رائج ہیں۔لیکن مغرب میں ان چیزوں کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں ہے۔کتنی ہی خواتین تنہا زندگی بسر کرتی ہیں۔اکیلی رہنے والی عورت اپنے خاندان سے دور ایک اپارٹمنٹ میں زندگی بسر کرتی ہے،صبح کام کے لئے نکلتی ہے تو جب بھی تنہا ہوتی ہے اور جب رات کو تھکی ہاری گھر لوٹتی ہے تو کوئی نہیں ہوتا کہ جو دن

بھر کے اس کے خستہ بدن کی تھکاوٹ اور روح کے بوجھل پن کو دور کرنے کے لئے اس کا استقبال کرے صرف گھر کی تنہائی ہی اس کا استقبال کرتی ہے۔ نہ انس ومحبت، نہ کوئی شوہر، نہ کوئی بچہ، نہ کوئی پوتا یا نواسا اور نہ کوئی اور جوگرم جوشی سے اسے گھر میں خوش آمدید کہے۔ اس معاشرے میں لوگ اجتماع میں بھی رہتے ہوئے تنہا ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہاں کے معاشرے میں خاندانی نظام زندگی فراموش کر دیا گیا ہے۔

بہت افسوسناک بات ہے کہ آج مغرب میں خاندانی نظام زندگی آہستہ آہستہ رُو بہ زوال ہے اور اس کے آثار میں اپنی ثقافت اور تہذیب وتمدن سے لاعلمی، اپنے تمدنی تشخص سے بے خبری اور گناہ وجرائم قابل ذکر ہیں کہ جن میں وہاں کے عوام گرفتار ہیں۔ روز بروز ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور ان کی بچی ہوئی جمع پونجی بتدریج ختم ہو رہی ہے۔

جنسی آزادی اور خاندانی نظام کی تباہی

مغرب میں خصوصاً امریکہ اور شمالی یورپ کے بعض ممالک میں یہ بات مشہور ہے کہ خاندانی نظام کی بنیادیں بہت کمزور ہیں، کیوں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں جنسی آزادی اور جنسی بے راہ روی بہت زیادہ ہے۔ جب کسی معاشرے پر بے غیرتی اور بے عفتی اپنے سیاہ پروں کو پھیلا دے تو اس کا مطلب ہے کہ میاں بیوی (مرد وعورت) اپنی اس جنسی ضرورت وخواہش کو گھر کے علاوہ کہیں اور سے پورا کریں گے۔ ایسے ماحول میں ''خاندان'' ایک بے معنیٰ لفظ، معاشرے پر ٹھونسی ہوئی چیز اور ایک ڈیکوریشن پیس (نمائشی چیز) ہے لہٰذا ایسے ماحول میں وہ لوگ مہربانی، ہمدردی اور ایک دوسرے کے لئے غمخواری کے جذبات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ کہ ظاہری طور پر ان میں کسی قسم کی جدائی نہیں ہوتی لیکن حقیقتاً ان میں پیار ومحبت کے تمام رشتے ختم ہو جاتے ہیں۔

اگر انسان آزاد ہوتے کہ جس طرح چاہیں اپنی جنسی خواہش کو پورا کریں تو گویا گھرانہ ہی تشکیل نہیں پاتا یا وہ کوئی ایک بیکار، پوچ وتُہی، حملوں کی آماجگاہ اور جلد ویران ہونے والی کوئی چیز ہوتی کہ جسے ہر ہوا کا جھونکا لرزا دیتا۔ لہٰذا آپ دنیا میں جہاں بھی جنسی

آزادی کے نمونے دیکھیں گے تو وہاں کے خاندانی نظام اور گھرانوں کو اسی نسبت سے ضعیف و کمزور پائیں گے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ماحول میں مرد و عورت کو اپنی جنسی خواہش کی سیرابی کے لئے کسی ایسے ''مرکز'' کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جہاں دینی حکومت ہے اور جنسی آزادی اور بے راہ روی نہیں ہے وہاں تمام چیزیں مرد و عورت کے لئے ہیں اور اس دینی ماحول میں خاندانی نظام زندگی کی حفاظت کی جاتی ہے۔

مصنوعی عشق

علم وتمدن کے لحاظ سے زیادہ ترقی یافتہ بعض ممالک میں رہنے والے لوگوں پر زندگی اس طرح مسلط ہے کہ ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد آپس میں بہت کم میل ملاپ رکھتے ہیں۔ باپ ایک جگہ ملازم، ماں دوسری جگہ کام میں مشغول، نہ ایک دوسرے سے ملاقات کر پاتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کے لئے غذا تیار کرتے ہیں۔ ایک چھت کے نیچے رہنے والے میاں بیوی نہ آپس میں محبت و چاہت سے پیش آتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کی غمخواری کرتے ہیں، نہ ایک دوسرے کی دل جوئی کرتے اور ڈھارس باندھتے ہیں اور نہ ہی آپس میں ان کو واقعی کوئی کام ہوتا ہے۔ ایسے ماحول میں یہ اپنے بچوں کے ماہرین نفسیات کی تجویز پر عمل کرنے کے لئے آپس میں طے کرتے ہیں کہ فلاں معین وقت پر گھر آئیں اور آپس میں مل بیٹھیں۔ صرف اور صرف اس لئے کہ ایک چھوٹی سی محفل سجائیں کہ جو صحیح وسالم گھرانوں میں خود بخود اپنے وجود سے زندگی کو شیریں بناتی ہے۔ لیکن یہ لوگ بناوٹی اور مصنوعی طور پر ایسی محفل سجاتے ہیں۔ اس وقت مرد یا عورت مسلسل اپنی گھڑی کی طرف دیکھتی رہتی ہے کہ یہ گھنٹہ کب ختم ہوگا؟ کیونکہ مثلاً اسے دو بجے کہیں اور پہنچنا ہے۔ نہ اس طرح کوئی گھریلو محفل سجائی جاسکتی ہے اور نہ ہی ایسی محفل و گھر میں بچے انس و محبت کا احساس کر پاتے ہیں۔

ایسے خاندان، پیار و محبت کی گرمی سے محروم ہیں یا یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ (وہ مادی آسائش کے لحاظ سے تو ایک بہترین گھر ہے لیکن اس گھر میں) خاندانی نظام یا گھرانہ وہاں موجود ہی نہیں ہے۔ صحیح ہے کہ یہ میاں بیوی ایک ہی چھت کے نیچے زندگی بسر

کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دل ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ نہ گھر کے افراد کا ساتھ اٹھنا بیٹھنا، نہ گھر کی فضا میں وہ محبت کی ٹھنڈک اور نہ ایک دوسرے کی نسبت انس والفت، کچھ بھی تو نہیں ہے اور جہاں میاں خود کو بیوی کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور بیوی خود کو شوہر کی شریکہ حیات اور ہمدرد و مونس سمجھے، ان چیزوں کا تو سرے سے ہی وجود نہیں ہے۔ ان کی زندگی گویا ایسی ہے کہ جیسے دو اجنبی شخص ایک قرارداد کے مطابق صرف ایک چھت کے نیچے زندگی گزارتے ہوں اور تو اور اس کا نام بھی عشق رکھ دیا جاتا ہے!

مغربی تمدن کے مطابق شادی کے برے نتائج

مغربی معاشروں میں نوجوان اپنی نوجوانی کے پرنشاط زمانے کو بغیر کسی قید و شرط کے گزارتے ہیں، اپنے جلد بھڑکنے والے احساسات کے پیچھے دوڑتے اور اپنی فطری وجبلّی خواہشات کو آزادانہ طور پر پورا کرتے ہیں لیکن جب وہ گھر تشکیل دینے اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے سن و سال کو پہنچتے ہیں تو ان کی ان فطری وجبلّی خواہشات اور طبیعی میل کا بہت زیادہ حصہ (جو جوانی کی آزاد فضا میں خواہشات کی تکمیل کے ذریعے اپنے حصے کا کام کرکے) ٹھنڈا ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ شوق، محبت اور عشق و الفت جو میاں بیوی کی روح میں ایک دوسرے کے لئے موجود ہونا چاہیے، ان میں نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے۔

بہت سے افراد اپنی شادی کے زمانے کو اپنی درمیانی عمر میں گزارتے ہیں کہ جو مغرب اور ان کی تہذیب و تمدن میں ایک معمول ہے۔ ان کا یہ اقدام بھی ان کے اکثر فرضیوں اور فیصلوں کی مانند غلط، انسانی مصلحت و فطرت کے خلاف ہے اور اس چیز سے جنم لیتا ہے کہ یہ لوگ شہوت پرستی، خواہشات نفس کی پیروی اور بے بند و باری کی طرف مائل ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی جوانی کو خود ان کی اپنی اصطلاح کے مطابق ہنسی خوشی گزاریں، اپنی خواہشات کو جس طرح چاہیں سیراب کریں، خوب رنگ رلیاں اور مزے کریں اور جب ٹھنڈے اور تھک کر چور ہو جائیں اور (خدا کی طرف سے دی گئی) ان کی خواہشات کی (قدرتی) آتش خاموش ہو جائے تو اس وقت گھر بسانے کی فکر کریں۔ ملاحظہ

کیجئے کہ یہ ہے مغرب میں خاندانی نظام زندگی۔ بہت زیادہ طلاقیں، ناکام شادیاں، بے وفا مرد وعورت، جنسی آزادی کے نتیجے میں ہونے والی بے شمار خامیاں، برے نتائج اور غیرت و مروّت کی کمی یہ سب مظاہر مغربی معاشرے میں زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔

مغرب، سقوط کے دھانے پر!

اگر آپ آج مغرب کے بعض معاشروں پر نگاہ ڈالیں خصوصاً وہ معاشرے جو ٹیکنالوجی میں پیشرفت اور صنعتی ترقی کے پھیلے ہوئے رابطوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں کی آلودگی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بداخلاقی اور گناہ و جرائم کی آلودگی اگر کسی معاشرے کے صاف آسمان کو مکدّر اور دھندلا بنا دے تو وہ ان کی صاف وشفاف فضا کو آلودہ بنا کر تازہ ہوا میں سانس لینے اور صحت مند زندگی گزارنے کا حق ان سے چھین کر اور انہیں ہلاک ونابود کر دے گی۔ یہ بداخلاقی اور گناہ وجرائم کی آلودگی زلزلے یا سیلاب کی مانند ایک دم آنے والی بلائیں نہیں ہیں بلکہ یہ تدریجی آفات ہیں اور یہ سب ناقابل علاج ہیں۔ یہ وہ بلائیں ہیں کہ جب کسی معاشرے پر نازل ہوتی ہیں تو لوگ انہیں ایک دم سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، یہ آفات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سمجھ میں آتی ہیں۔ جب بیماری پوری طرح روح کی گہرائیوں میں اپنا وار کر چکی ہوتی ہے اور اس کا زہر پوری روح کو زہریلا بنا چکا ہوتا ہے تو یہ اس وقت سمجھ آتی ہے۔ لیکن اس وقت سمجھنے سے کیا فائدہ کہ جب چڑیاں کھیت چگ جائیں۔ ایسے وقت میں نہ کوئی تدبیر کام آتی ہے اور نہ کوئی علاج موثر ہوتا ہے! آج مغربی معاشرے اسی سمت بہت تیزی سے حرکت کر رہے ہیں یعنی وہ سقوط اور نابودی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ ان سب کی وجہ یہ ہے کہ اس معاشرے کے لڑکے لڑکیاں مناسب سن وسال میں کامیاب اور مستحکم و پائیدار شادیوں کے لئے اقدامات نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ وہاں کے خاندانوں اور گھرانوں کی فضا محبت سے سرشار نہیں ہے۔

آج مغرب میں ''گھرانے'' کی بنیادیں کمزور ہو چکی ہیں، گھروں کو دیر سے بسایا جاتا ہے اور وہ جلد ٹوٹ جاتے ہیں۔ برائیاں، گناہ اور جرائم میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا

ہے۔ اگر یہ آفات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں تو وہ معاشرہ بڑی بڑی بلاوں کا شکار ہو جائے گا۔ البتہ اس بات کی طرف بھی توجہ ضروری ہے کہ یہ بیماریاں اور آفتیں ایسی نہیں ہیں کہ پانچ یا دس سال میں ظاہر ہو جائیں لیکن کئی سالوں کے گزرنے کے بعد جب ان کے اثرات ظاہر ہوں گے تو اس معاشرے کو مکمل طور پر ہلاک اور اس کی تمام علمی، فکری اور مادی دولت و ثروت کو نابود کر دیں گے۔ یہ ہے بہت سے مغربی ممالک کا مستقبل!

در بہ در، کوچہ بہ کوچہ، سکون کی تلاش

آج آپ امریکہ اور یورپی دنیا کو دیکھئے کہ یہ لوگ کتنے اضطراب اور پریشانی میں ہیں، کتنی نا آرام زندگی گزار رہے ہیں، سکون و آرام کے لئے کتنے سرگرداں اور حیران ہیں اور ان کے معاشرے میں مصنوعی سکون دینے والی گولیوں اور خواب آور دواوں کا استعمال کتنا زیادہ ہے! نوجوانوں کو دیکھئے کہ وہ کتنے غیر معقول کام انجام دیتے ہیں، بڑے بڑے بے ترتیب بال، تنگ اور بدن سے چپکے ہوئے لباس، یہ سب اس لئے ہے کہ وہ اپنے معاشرے کی موجودہ حالت سے ناراض ہیں اور اپنے غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ وہ آرام و سکون کو حاصل کریں، لیکن اسی حسرت میں ناکام مر جاتے ہیں [1]۔ بوڑھے مرد اور بزرگ خواتین اپنے لئے بنے ہوئے خاص مراکز میں دم توڑ دیتے ہیں، نہ ان کے بچے ان کے پاس ہیں اور نہ ان کی بیویوں کو ان کی کوئی خبر ہوتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے دور ہیں۔

مغرب میں ایسے بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کہ جو یہ نہیں جانتے کہ ان کے والدین کون ہیں؟ وہاں ایسے مرد و خواتین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے کہ جو اسماً اور ظاہراً میاں بیوی تو ہیں لیکن کئی سالوں سے ایک دوسرے سے بے خبر ہیں۔ بہت کم خواتین ملیں

---

[1] ان میں سے اکثر نوجوانوں کو یہ خود نہیں معلوم کہ وہ ایسے بہت سے کام کیوں اور کس لئے انجام دیتے ہیں؟ ان کی زندگی کا مقصد انہیں یہی بتایا جاتا ہے کہ اچھا کھانا، پہننا، سونا اور عیش، سارے ہفتے کام اور ویک اینڈ پر عیاشی اور ذہنی تفریح۔ یہ ہیں ان کے بے مقصد دن اور بے ہدف اور سکون سے خالی راتیں! (مترجم)

گی جو آسودہ خیال ہوں کہ زندگی کے آخری لمحات یا بڑھاپے تک وہ اپنے شوہر کے ساتھ باہم زندگی گزاریں گی یا ان کے مرد کا سایہ ان کے سروں پر موجود رہے گا۔ اسی طرح ایسے مردوں کی تعداد بھی بہت کم ہے کہ جو آسودہ خاطر ہوں کہ ان کی بیویاں کہ جن سے وہ محبت کرتے ہیں، کل ان کو چھوڑ کر کسی اور کی تلاش میں نہیں جائیں گی!

کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی!

خود امریکہ کے اندر لوگوں حتیٰ بچوں میں بھی مختلف قسم کی اخلاقی اور جنسی برائیوں اور جرائم وغیرہ کے بڑھنے کی شرح بہت زیادہ ہے۔ مغرب کے مطبوعات اور دانشمند حضرات فریاد بلند کر رہے ہیں، مقالے تحریر کر رہے ہیں، گفتگو کا سلسلہ جاری ہے اور (لوگوں اور حکومت کو) خبردار کیا جا رہا ہے۔ لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، گویا ان تمام مسائل کا کوئی علاج نہیں ہے! جب صورتحال یہ ہو کہ بنیاد ہی خراب کر دی جائے اور اسی حالت میں تیس، چالیس یا پچاس سال گزر جائیں تو لوگوں کو خبردار کرنے، ایسی صورتحال کے خلاف فریاد بلند کرنے اور کسی سیاسی تدبیر سے یہ مشکلات حل نہیں ہوں گی۔

مغربی معاشرے میں خوش بختی رختِ سفر باندھ چکی ہے۔ یہ کوئی (بے وزن) بات نہیں ہے کہ جو میں بیان کر رہا ہوں بلکہ یہ وہ حقائق ہیں کہ جو آج خود ان کے مفکرین، دانشمند، سینے میں دل رکھنے والے، صاحبان فہم و فراست نہ کہ (اقتدار کے طالب) سیاستدان، اور معاشرے کے اندر زندگی بسر کرنے والے (اور ان حقائق کا بغور مشاہدہ کرنے والے) افراد بیان کر رہے ہیں اور آج ان کی فریاد بلند ہو رہی ہے۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ اس معاشرے میں سعادت مند زندگی گزارنے کے کوئی وسائل موجود نہیں ہے۔ خوش بختی اور سعادت عبارت ہے آرام وسکون، سعادت اور امن وامان کے احساس سے (جو دور دور تک وہاں نہیں پائی جاتی)۔

جو افراد بھی بین الاقوامی صورتحال اور افکارِ عالم سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ تمام ممالک خصوصاً امریکہ سے البتہ یورپی ممالک بھی اس میں شامل ہیں، خیر خواہ مصلح اور فہم

وادراک رکھنے والے افراد کی فریاد بلند ہوگئی ہے کہ آ مل کر کوئی چارہ جوئی کرتے ہیں۔ البتہ اتنی آسانی سے وہ کوئی فکر وتدبیر اور چارہ جوئی نہیں کرسکتے اور اگر فکر کرنے میں انہیں کامیابی حاصل ہو بھی جائے تو بھی وہ اتنی آسانی سے علاج میں کامیاب نہیں ہوسکتے ہیں۔

غلط اہداف اور شیطانی راہ

وہ لوگ جو کسی ملک یا معاشرے میں نفوذ کرنا چاہتے ہیں تو وہ افراد اس معاشرے کی ثقافت اور تمدن کو اپنے قبضے میں لے کر اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت کو اس معاشرے پر تھونپ دیتے ہیں۔ ان کے من جملہ کاموں میں سے ایک کام گھرانے کی بنیادوں کو متزلزل کرنا ہے جیسا کہ بہت سے ممالک میں انہوں نے یہ کام انجام دیا ہے۔ انہوں نے معاشرے میں اس طرح نفوذ کیا ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کی نسبت غیر ذمہ دار اور خواتین بداخلاق ہوگئی ہیں۔

کسی بھی معاشرے میں تہذیب وتمدن کی اساس اور بنیادی عناصر کی حفاظت اور آنے والی نسلوں تک ان کی منتقلی بہترین اور اچھے گھرانوں یا خاندانوں کے وجود سے انجام پاتی ہیں۔ اگر ایسے گھر یا خاندان کا وجود نہ ہو تو تمام چیزیں تباہ ہو جائیں گی۔ یہ جو آپ مشاہدہ کررہے ہیں کہ اہل مغرب کی پوری کوشش ہے کہ مشرق وسطیٰ اور ایشیائی اسلامی اور دیگر ممالک میں شہوت پرستی اور برائیوں کو رواج دیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جملہ اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ان کی خواہش ہے کہ اپنے اس کام سے وہاں کے خاندانی نظام زندگی کو تباہ و برباد کردیں تا کہ ان معاشروں کی تہذیب وتمدن اور کلچر کی بنیادیں کمزور ہو جائیں اور انہیں ان اقوام پر سوار ہونے کا پورا پورا موقع مل جائے۔ کیونکہ جب تک کسی قوم کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کی بنیادیں کمزور نہ ہوں تو کوئی بھی اس پر قبضہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے منہ میں لگام دے کر اسے اپنی مرضی کے مطابق چلا سکتا ہے۔ وہ چیز جو اقوامِ عالم کو لاحق خطرات کے مقابل میں بے دفاع اور اغیار کے ہاتھوں میں انہیں اسیر بناتی ہے وہ اُن کا اپنے قومی تشخص، تاریخی اور ثقافتی ورثے سے بے خبر ہونا ہے۔ اس